الفرقان

نومبر ۱۹۷۳ء

سالانہ اشتراک
پاکستان — آٹھ روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۳ | ماہنامہ الفرقان ربوہ | شوال ۱۳۹۳ ہجری قمری
شمارہ ۱۱ | نومبر ۱۹۷۳ء | نبوت ۱۳۵۲ ہجری شمسی

تبلیغی و تعلیمی مجلہ
الفرقان

ٹیلیفون نمبر ۶۹۲

النبیّ الخاتم نمبر

ماہنامہ الفرقان کا آئندہ شمارہ (دسمبر ۱۹۷۳ء) ایک خاص نمبر ہوگا جس میں سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی، آپؐ کے عظیم احسانات، آپؐ کے بے مثال کمالات، آپؐ کی جامع ترین تعلیمات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور بے نظیر اور دائمی فیض رسانی پر ٹھوس مقالات شائع ہوں گے۔ آپؐ کی ذاتِ ستودہ صفات اور آپؐ کی تعلیم پر اعتراضات کے مدلّل جوابات دیئے جائیں گے۔ گویا یہ نمبر خاتمیتِ محمدیّہ پر ایک روشن ترین نمبر ہوگا۔ مقالات کے علاوہ بہترین نظمیں بھی ہوں گی۔

یہ نمبر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مل سکے گا۔ اس خاص نمبر کا ہدیہ ایک روپیہ ہوگا۔ جو دوست اس نمبر کے زائد پرچے اپنے احباب میں تقسیم کرنے کے لئے خریدنا چاہیں وہ بہت جلد مطلوبہ تعداد سے مینیجر الفرقان کو مطلع فرمائیں۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری ایڈیٹر الفرقان ربوہ)

ترتیب

• علماء کا فتنۂ تحریفِ قرآن — ایڈیٹر — ص۲
• نعت سرورِ عالی تبار صلی اللہ علیہ وسلم —
چودھری شبیر احمد صاحب بی اے — ص۴
• شذرات — ایڈیٹر — ص۸
• البیان — ابوالعطاء — ص۹
(سورۃ الانعام ع ۹-۱ کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر)
• گورداسپور کی عدالت کا ایک واقعہ (نظم) —
چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے — ص۱۷
• حمد اللہ تعالیٰ (عربی نظم) —
پروفیسر محمد عثمان صاحب ایم اے — ص۱۹
• حاصلِ مطالعہ — مولانا دوست محمد صاحب شاہد — ص۲۰
• چند فقہی سوالات اور ان کے جوابات —
مرتبہ ملک منصور احمد صاحب عمر — ص۲۵
• سورۃ الزلزال کی روشنی میں (نظم) —
چودھری شبیر احمد صاحب بی اے — ص۳۲
• حضرت مسیحؑ کی قبر ہندوستان میں (اقتباس) — ص۳۶

مطالبہ اور مشورہ

متعدد احباب کا اصرار ہے کہ نئے سال سے الفرقان کے صفحات میں اضافہ کیا جائے اندریں صورت سالانہ چندہ میں بھی اضافہ کر دیا جائے دوسرے دوست اپنے مشورہ سے آگاہ فرمائیں۔ (مینیجر)

اداریہ

علماء کا فتنۂ تحریفِ قرآن!

جماعتِ احمدیہ کے خلاف یہ فتنہ احمدیت کی صداقت کی دلیل ہے

(۱)

معرکۂ حق و باطل میں طاغوتی طاقتوں کا رویہ ہمیشہ ہی نفرت اور اشتعال انگیزی پر مبنی رہا ہے۔ وہ عوام کو بھڑکا کر راہِ حق سے بہکاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ (مریم ع) کہ ہم شیاطین، شر انگیز لوگوں، کو کافروں کے اُکسانے کے لئے آزاد چھوڑ دیتے ہیں وہ اُنہیں خوب اشتعال دلاتے ہیں۔ اے رسولؐ! تو ان لوگوں کے خلاف جلدی کا رویہ اختیار نہ کر ہم خود ان کے دنوں کو شمار کر رہے ہیں۔"

قرآن مجید بتاتا ہے کہ انبیاء و مرسلین کے مخالف ان کے مقابلہ پر شر کی ہر راہ کو اختیار کرتے ہیں اور ان کی اشاعتِ حق کی ہر خواہش اور ہر کوشش میں رخنہ اندازی کرتے ہیں مگر آخری غلبہ ہمیشہ اہلِ حق کو نصیب ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ فرمایا:۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ ۚ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ۝ (الحج ع)

کہ اے رسولؐ! تجھ سے پہلے ہم نے جو رسول اور نبی بھیجے ہیں اُن میں سے ہر ایک نے جب بھی حق کے پھیلانے کے لئے خواہش اور تدبیر کی تو شیطان نے ان کی اس خواہش کے پورا ہونے میں رخنے ڈالے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ شیطان کی تمام رکاوٹوں کو دور کر کے اپنے احکام اور پیشگوئیوں کو پختہ طور پر پورا کرتا آیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اس حق و باطل کی کشمکش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطانی القاء ان لوگوں کے لئے فتنہ کا موجب بن جاتا ہے جن کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اور جو سنگدل لوگ ہوتے ہیں۔ یقیناً آج بھی ظالم لوگ حق کی سخت مخالفت میں مبتلا ہیں۔"

(۲)

جماعت احمدیہ خدا کے مامور کی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ کی پیشگوئیوں کے مطابق اِس زمانہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو غلبۂ اسلام کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرت مہدی معہود نے اِس جماعت کی بنیاد اِس عقیدہ پر قائم فرمائی کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے، اسلام کا رسول زندہ رسول ہے اور اسلام کی شریعت قرآن مجید زندہ کتاب ہے۔

عوام مسلمان اور اُن کے علماء یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ قرآن مجید کی بیسیوں آیات منسوخ ہیں۔ ان میں تقدیم و تاخیر ہے۔ حضرت امام مہدی بانی سلسلہ احمدیہ نے جنہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے حَکَمًا عَدْلًا قرار دیا ہے علماء کی اغلاط کو واضح کیا اور فرمایا کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں اس کی جملہ آیات اپنے موقعہ و محل پر ہیں۔ ان میں نہ تقدیم و تاخیر ہے اور نہ ہی کوئی تبدیلی جائز ہے۔

حضرت امام مہدیؑ کی بعثت اشاعتِ قرآن کے لئے مقدر تھی اسلئے آپ کی آمد کے ساتھ ہی یہ سلسلہ بڑے زور کے ساتھ شروع ہو گیا۔ آپؑ نے قرآنی حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے اور رُوحانی خزائن عام کر دیئے۔ قرآن مجید کے دیگر زبانوں میں تراجم کا آغاز ہو گیا۔ خلفاء امام مہدیؑ نے بھی اس مہم کو بڑے زور سے جاری رکھا اور اب خلافتِ ثالثہ میں یہ مہم اپنے عروج پر پہنچ رہی ہے۔ حضرت امام ہمام الحاج حافظ میرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے عزمِ صمیم فرما لیا ہے کہ قرآن مجید کو ہر ملک میں، ہر شہر میں اور ہر انسان تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اِس سکیم کے ماتحت ہزاروں لاکھوں قرآن مجید شائع ہو چکے ہیں اور کروڑوں تک شائع ہونے والے ہیں۔

(۳)

قرآن مجید کی اِس عالمگیر اشاعت پر شیطانی طاقتیں بہت برہم ہوئیں اور قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات کے مطابق انہوں نے علماء کو اُکسایا اور علماء نے سادہ لوح عوام کو بھڑکانا شروع کر دیا اور احمدیوں کی اشاعتِ قرآن مجید کی تحریک کے خلاف ایک فتنہ تحریفِ قرآن کا کھڑا کر دیا اور ملک میں فساد کی آگ بھڑکا دی۔ اِس طرح سے علماء نے اِس پیشگوئی کو ایک بار پھر پورا کر دیا جس میں کہا گیا تھا کہ :-

" چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیاءِ سُنّت و اماتتِ بدعت فرماید علماءِ وقت کہ خوگرِ تقلید فقہاء و اقتداءِ مشائخ و آباءِ خود باشند گویند ایں مرد خانہ بر انداز دین وملتِ ماست و بمخالفت برخیزند وبحسب عادتِ خود تکفیر و تضلیل وی کنند" (حجج الکرامہ ص۳۶۳)

کہ چونکہ حضرت امام مہدیؑ احیاءِ سُنّت اور بدعت کے قلع قمع کے لئے کمربستہ ہوں گے اسلئے علماءِ زمانہ جو فقہاء کی تقلید اور مشائخ اور اپنے باپ دادوں کی اقتدار کے عادی ہوں گے وہ امام مہدی کے بارے میں کہیں گے کہ اس شخص نے تو ہمارے دین اور ہماری ملت کو برباد کر دیا ہے وہ امام مہدی کی مخالفت کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور اپنی عادت کے مطابق امام مہدی کو کافر اور ضال قرار دیں گے"

علماء کا یہ فتنہ سراسر بے بنیاد ہے۔ وہ کوئی ایسا قرآن مجید پیش نہیں کر سکے جس میں احمدیوں نے تحریف کی ہو، حالانکہ اس وقت تک ہزاروں لاکھوں قرآن مجید احمدیوں کے طبع کردہ اکناف عالم میں شائع ہو چکے ہیں۔ احمدی جماعت تو قرآن پاک میں ایک شعشہ کی تبدیلی کو بھی صریح کفر جانتی ہے وہ آیات میں کیسے تحریف کر سکتی تھی!

حضرت امام ہمام خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے پُرشوکت خطاب میں فرمایا کہ :۔

" یہ کہا گیا کہ قرآن کریم میں لفظی تبدیلی کی گئی ہے مگر اس کا وہ کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ اسی اُمتِ مُسلمہ میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی سینکڑوں آیات منسوخ ہو چکی ہیں۔ وہ لوگ بھی گوارا ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن کی کئی سورتیں اس میں سے نکال دی گئی ہیں۔ ان پر تو تحریف کا الزام نہیں لگایا جاتا اور اس کے بالمقابل اس مہدی معہودؑ کی جماعت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے جس نے آکر ثابت کیا کہ قرآن کی کوئی سورۃ یا آیت ہرگز منسوخ نہیں بلکہ اس کا ایک نقطہ یا شعشہ تک تا قیامت منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اس کی ہر بات سراسر حکمت و معارف سے پُر ہے۔" (الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۷۳ء)

—— (۴) ——

شیطان علماء کو عجیب عجیب وسوسے ڈالتا ہے۔ اس نے ان سے کہا کہ تم ایسا کوئی قرآن مجید تو پیش نہیں کر سکتے جس میں احمدیوں نے آیات کو تبدیل کیا ہو تم بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی تصانیف کو پڑھو ان میں اگر کسی جگہ کاتبوں کی سہوِ کتابت سے کسی آیت میں کوئی لفظ غلط طور پر چھپ گیا ہو تو شور مچا دو کہ دیکھو یہ تحریفِ قرآن ہے۔ حالانکہ ایسا انسانی سہو کم و بیش جملہ مصنفین کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ کئی دفعہ قاری صاحبان آیات کی تلاوت میں غلطی کر جاتے ہیں تو کیا یہ سب بزرگ تحریف کرنے والے تھے؟ ہرگز نہیں۔ اس حقیقت کو جاننے کے باوجود علماء

کی شورش جاری رہی اور وہ باز نہ آئے۔ اس پر مجبوراً ہماری طرف سے بھی اُن آیات کی نشان دہی ہونے لگی جو غیر احمدیوں کے معتبر علماء کی کتابوں میں غلط چھپ کر شائع ہو رہی ہیں۔ چنانچہ مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری (جنہیں لوگ "امیر شریعت" بھی کہتے ہیں) کی تقریروں کے مجموعہ "خطبات امیر شریعت" شائع کردہ مکتبہ تبصرہ لاہور سے بطور قسطِ اوّل آٹھ آیات کا تقابلی نمونہ الفضل ۱۳ نومبر ۱۹۷۲ء میں شائع کروایا ہے جو درج ذیل ہے:-

قرآن مجید کی اصل آیات	خطبات "امیر شریعت" میں شائع شدہ آیات
(۱) عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ (الشعراء: ۱۹۵)	عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ نَذِيْرًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (خطبات ص۳۲)
(۲) وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ (عنکبوت: ۴۸)	وَلَا تَخُطُّ بِيَمِيْنِهٖ وَمَا تَدْرِي الْكِتَابَ (خطبات ص۲۵)
(۳) وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا (اعراف: ۱۷۹)	ولهم العين لا يبصرون بها۔ (خطبات ص۱۱)
(۴) اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف: ۱۵۹)	انی رسول الله اليكم جمعياه (خطبات ص۱۲)
(۵) وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (اعراف: ۱۵۸)	ويضع عنهم امرهم والاخلال التی كانت عليهم (خطبات ص۱۳)
(۶) لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ (الفتح: ۲)	ليغفر ما تقدم من ذنبك (خطبات ص۲۵، ۲۶)
(۷) تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ (انفال: ۶۰)	ترهبون بيع عدو الله (خطبات ص۵)
(۸) وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ (اعراف: ۱۵۸)	وينطهم من المنكر و يحل لهم الطيبات و يحرم الاغلال التی كانت عليهم فالذين اتقوا به و عزروه وتصروه واتبوا النور (خطبات ص۵)

ہم ہر خدا ترس انسان سے دریافت کرتے ہیں کہ سہوِ کتابت کو تحریف قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟ کیا اگر یہ فتنہ اُٹھایا جائے تو مسلمانوں میں خطرناک آگ نہ بھڑک اُٹھے گی؟ یاد رہے کہ سہوِ کتابت کو تحریف قرار دینے کا فتنہ احمدیوں کے خلاف ہی نہیں اُٹھایا جا سکتا بلکہ اس سے سارے فرقوں کے خلاف فتنہ آرائی ہوگی۔

(۵)

جناب شورش مدیر چٹان جو اس فتنہ میں پیش پیش ہیں انہوں نے سہوِ کتابت والے تحریفی انداز کی کمزوری کو بھانپ کر اب یہ اعلان کیا ہے کہ:-

"پچھلے دنوں میرزائیوں نے قرآن مجید کے ترجمہ میں تحریف و تغلیط کر کے جو قرآن شائع کیا اور اس کی مفت تقسیم کے لئے جو طریق اختیار کیا وہ اب ڈھکا چھپا نہیں کھُل کے سامنے آچکا ہے۔"

(چٹان لاہور ۵ / نومبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۸)

یہ وہ آخری حیلہ ہے جو شیطان اشاعتِ قرآن کی عالمگیر تحریک میں سدِّ راہ بننے کے لئے اختیار کر رہا ہے مگر اس میں بھی اس کے لئے ناکامی ہی ناکامی ہے۔ اوّل تو ہم شورش صاحب اور اُن کے ہمنواؤں سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی "ترجمہ" وحیٔ الٰہی ہے کہ جس کی تحریف کا سوال پیدا ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو ترجمہ میں تحریف کے الزام کے کیا معنے؟ **دوسرے** یہ بھی غور طلب ہے کہ آج تک جو صدہا تفسیریں اور تراجم شائع ہو چکے ہیں ہر فرقہ کے سینکڑوں علماء اپنے اپنے ترجمے شائع کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں ان میں اختلاف موجود ہے۔ اگر اختلاف نہ ہوتا تو پھر ان سب کی اشاعت کی کیا ضرورت تھی؟ جب تراجم میں اختلاف موجود ہے تو کیا ساری اُمت ہی تحریف کرنے والی قرار پائے گی؟ شورش صاحب کی شکست خوردہ ذہنیت پر جتنا غور کیا جائے اتنا ہی تعجب ہوتا ہے۔

مثالیں تو بے شمار ہیں مگر ہم آج صرف ایک مثال اپنے قارئین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ (المائدہ آخری رکوع) کا ترجمہ علماء کرتے تھے: "جب تُو نے مجھے بھر لیا" یا "جب تُو نے مجھے پورا پورا اُٹھا لیا"۔ اور یہ ترجمے محض اسلئے کئے جاتے تھے کہ وہ حضرت عیسٰیؑ کو آسمانوں پر زندہ بجسدہ العنصری مانتے تھے۔ حالانکہ عربی زبان کے رُو سے، دوسری قرآنی آیات کے رُو سے، احادیث نبویہؐ کے رُو سے اس جگہ فلما توفیتنی کے صرف یہ معنے ہو سکتے تھے کہ "جب تُو نے مجھے وفات دیدی"۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے سب علماء کو چیلنج کیا کہ اس موقعہ پر توفّی کے معنے جسم سمیت اُٹھا لینا یا پورا پورا اُٹھا لینا اگر کوئی ثابت کر دے تو اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اس تحدّی پر عرب و عجم کے سب علماء عاجز آگئے۔ اور اب نوبت بایں جا رسید کہ جو ترجمہ رابطہ اسلامی کی طرف سے شائع ہوا تھا اس میں بھی اس کے معنے **وفات** کے ہی کئے گئے مگر معاند علماء کا یہ حال ہے

کہ اس ترجمہ کو بند کرا دیا اور حق کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

ہم نے یہ ایک مثال پیش کی ہے۔ جن علماء کو توفّی کے معنے بھی نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو وہ عوام کے ڈر سے ان کا اعلان نہیں کر سکتے ایسے علماء اور ان کے متبع لوگ اگر جماعت احمدیہ پر ترجمہ میں **تحریف** کا اتہام لگائیں اور اس پر فتنہ کھڑا کر دیں تو اس پر صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ دراصل اس پیشگوئی کا ظہور ہے جو علماء کے بارے میں امام مہدی علیہ السلام کی مخالفت کرنے کے متعلق پہلے سے موجود تھی اور اس طرح ؏ عدو شرے برانگیزد کہ خیرِ ما دراں باشد کے مطابق علماء کی یہ شورش خود صداقتِ احمدیت پر ایک واضح دلیل ہے وما علینا الّا البلاغ المبین۔

نعتِ سرورِ عالی تبار صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصرعہ ؏ "عاجز از مدحش زمین و آسمان ہر دو دار" کی تضمین

(نتیجۂ فکر جناب چودھری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی تحریکِ جدید)

مظہرِ نورِ خدا اور سایۂ پروردگار — صاحبِ لولاک، خلّاقِ جہاں کا شاہکار
رحمۃ للعٰلمین، مقصودِ خلقِ کائنات — عاشقِ یارِ ازل، بُرّاقِ ابیض کا سوار
مصطفٰے و مجتبےٰ و حاملِ شرعِ متین — حشر کے میدان میں ظلِّ خدائے کردگار
بہرِ مخلوقِ خدا اِک پرتوِ ربِّ رحیم — اسود و احمر کا ماویٰ، بیکسوں کا غمگسار
اُسوۂ کامل برائے اوّلین و آخریں — چشمۂ انوارِ یزداں، سرورِ عالی تبار
ساقیٔ کوثر، شہِ خوباں، مثالِ آفتاب — قاسمِ نعماءِ ربّانی حبیبِ کردگار
حق نے بخشا ہے اسی کو تاجِ ختم المرسلین — اب خدا کی بادشاہت میں وہی ہے تاجدار
اُس شہِ خوباں کا حقِ مدح ہو کیونکر ادا — وہ تو ہر خوبی میں ہے اِک بحرِ ناپیدا کنار

یاد کر شبیرؔ تو اس کے ثنا خواں کا سخن
"عاجز از مدحش زمین و آسمان ہر دو دار"

شذرات

۱۔ طوفانِ نوحؑ

روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیے لکھا ہے :-

"امسال سیلاب نے پنجاب کو جس طرح تاراج کیا نصف صدی کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ طوفانِ نوحؑ کی طرح یہ بھی ایک بہت بڑا عذابِ الٰہی تھا .... اسی شب جھنگ مگھیانہ میں زبردست زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے .... حقیقت یہ ہے کہ پانی کیا تھا قیامت تھی۔ بلا مبالغہ کم سے کم سات سَو افراد تو اس سیلاب نے نگل لئے"

(نوائے وقت لاہور ۲۴ر اگست ۱۹۷۳ء)

الفرقان۔ یہ رپورٹ ایک نامہ نگار کی اور ایک شہر کے بارے میں ہے جس سے اس ہولناک عذاب کا تصور کیا جا سکتا ہے جو سارے ملک میں آیا سوال یہ ہے کہ طوفانِ نوحؑ اور قیامت ایسے عذاب آ رہے ہیں مگر لوگ نوحِؑ وقت کو پھر بھی نہیں پہچانتے ؟ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

۲۔ شورش صاحب نے نمازِ عید کیوں نہیں پڑھی؟

جناب شورش مدیر چٹان لاہور نے لکھا ہے کہ :-

"شاہی مسجد لاہور میں نماز نہ پڑھنے کا سبب اس کے موجودہ خطیب مولوی عبدالقادر آزاد ہیں۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ جس خطیب کی پرواز میں حکومت کے رزق سے کوتاہی آنے اس کے پیچھے ایڈیٹر چٹان گنہگار ہونے کے باوجود اپنے متعلق یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر لاہور میں اہل حدیث کی نماز کے پیش امام ہیں۔ ایڈیٹر چٹان نے اہل حدیث کے جید علماء کے اقتدار میں نمازوں کی لذت اور دوگانہ کا سرور اٹھایا۔ افسوس ایڈیٹر چٹان ابکے اپنے دل کو حضرت علامہ کی اقتدار میں نماز کے لئے تیار نہیں کر سکا اس لئے کہ ایڈیٹر چٹان بہت زیادہ گنہگار ہے۔

جہاں نماز کو جی چاہ رہا تھا مثلاً مولانا محمد ادریس کاندھلوی مدظلہ کے پیچھے وہاں جانا علالت کے باعث کٹھن ہو چکا تھا۔ نماز نہ پڑھنے کی محرومی کا افسوس ہے لیکن جن دو مقتدین کا ذکر کیا ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے طبیعت کو اطمینان ہے"

(چٹان ۵ر نومبر ۱۹۷۳ء صہ۳)

الفرقان۔ جب بڑے بڑے ائمۃ المساجد کا یہ حال ہے

سُوْرَۃُ الْاَنْعَام ع ۹ غ

اَلْبَیَانُ

قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر جاننا ہر مسلمان کا فرض ہے سلیس اُردو زبان میں قرآن مجید کے ترجمے بہت محدود ہیں۔ عربی زبان کے اُمّ الالسنہ اور جامع زبان ہونے کے باعث دوسری کسی زبان میں قرآنی آیات کے مفہوم کو پُورے طور پر ادا کرنا سخت دشوار ہے لفظی ترجمہ اور بھی مشکل اور ذمہ واری کا کام ہے تاہم اس کے بغیر چارہ نہیں۔ البیان کے زیرِ عنوان جو ترجمہ ماہنامہ الفرقان میں چھپ رہا ہے اس میں یہ مدنظر رکھا جاتا ہے کہ آیات کا کوئی لفظ نہ رہ جائے جس کے معنے اُردو میں نہ آجائیں اور پھر ترجمہ سلیس اور عام فہم ہو۔ اُردو ترجمہ حتی الامکان ہر آیت کے لفظوں کے نیچے درج ہو۔ اللہ تعالیٰ اِس کوشش کو بار آور فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین ——— (ابُوالعطاء)

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

اے رسول! تو کہدے کہ کیا ہم اللہ کے سوا ان ہستیوں کو پکارنے لگ جائیں جو نہ ہم کو نفع دے سکتی ہیں اور نہ ضرر پہنچا سکتی ہیں؟

وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي

اور کیا ہم اپنی ایڑیوں کے بل مُڑ جائیں بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں (توحید کی طرف) ہدایت دیدی ہے (اس صورت میں تو ہم) اس شخص کی طرح ہو جائیں گے

تفسیر:-

نویں رکوع کی پہلی آیت میں توحید اور اس کے اثرات کو ذکر فرمایا ہے۔ مشرکین سے دریافت کیا گیا کہ از روئے عقل عبادت کی کوئی بنیاد ہونی چاہیئے۔ ایسے وجود کو ہی معبود قرار دیا جا سکتا ہے جو قدرت رکھتا ہو، نفع پہنچا سکتا ہو اور ضرر کو دُور کر سکتا ہو۔ ان اشیاء کی عبادت کرنا جو نہ دفع مضرت پر قادر ہیں اور نہ جلب منفعت کر سکتی ہیں سراسر غیر معقول ہے۔ مشرکین کی حیرت اور ذہنی پریشانی کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ

اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۪ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ

جس کو شیاطین (گمراہ کنندہ دشمنوں) نے زمین میں گمراہ کر دیا ہے وہ حیرت زدہ ہے۔ اس کے کچھ ساتھی

يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

اُسے ہدایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ۔ اے رسول! تو اعلان کر دے کہ اللہ کی ہدایت ہی صحیح اور حقیقی ہدایت ہے

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ خدا ئے رب العالمین کی پوری پوری فرمانبرداری کریں۔ اور یہ کہ تم نماز کو قائم کرو

وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ وہ اللہ ہی ہے جس کی طرف تم سب اکٹھے کئے جاؤ گے۔ وہی خدا ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ

آسمانوں اور زمین کو اٹل حکمت کے ماتحت پیدا کیا ہے۔ اور جس دن (یا جس وقت) وہ کسی چیز کو ہو جانے کا حکم دیتا ہے

فَيَكُوْنُ ۝ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ

وہ ہو جاتی ہے۔ اس کا قول برحق اور اٹل ہے۔ اور اسی کی بادشاہت ہوگی جبکہ (دنیا کے خاتمہ پر) بگل میں آواز

دعوتِ حق کو قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اصل ہدایت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ پروردگار عالم کی پوری پوری اطاعت کریں۔ دوسری آیت میں اقامتِ صلوٰۃ اور تقویٰ کی پابندی کا حکم دہرایا گیا ہے۔ تیسری اور چوتھی آیت میں کائناتِ عالم کی برحق غایت، اور الٰہی قدرت کا نیز قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے مقتدر تصرفات کا بیان ہے۔ پانچویں آیت سے رکوع کے آخر تک ایک کامل موحد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس دلیل آفرین مکالمہ کا ذکر ہے جس پر ان کی ستارہ پرست قوم بالکل عاجز اور لاجواب ہوگئی تھی۔

ان آیات کو بعض گزشتہ مفسرین نے غلط انداز میں سمجھا بلکہ آج بھی بہت سے عدم تدبّر فی القرآن کا شکار اسی انداز پر یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے پہلے ستارے کو معبود سمجھا پھر چاند کو خدا ٹھہرایا اور پھر سورج کو معبود قرار

فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ؕ وَھُوَ الْحَکِیْمُ

پھونکی جائے گی ۔ وہ اللہ پوشیدہ اور حاضر کا جاننے والا ہے ۔ اور بڑی حکمتوں والا اور

الْخَبِیْرُ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ

خوب خبر رکھنے والا ہے۔ یاد کرو جب حضرت ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے پوچھا کہ کیا آپ بتوں کو

اَصْنَامًا اٰلِھَةً ۚ اِنِّیْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

معبود ٹھہرا رہے ہیں ؟ میری رائے میں تو آپ اور آپ کی قوم واضح گمراہی میں ہے ۔

وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ

اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کے اسرار دکھاتے تھے تاکہ وہ

مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ

کامل یقین رکھنے والے بندوں میں بن جائے۔ جب ابراہیمؑ پر رات چھا گئی اور انہوں نے ستارہ دیکھا۔ (قوم سے) کہا کہ

ھٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ۝ فَلَمَّا

(کیا) یہ میرا رب ہے ؟ جب ستارہ غروب ہو گیا تو فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔ پھر جب

دیا ۔ انہوں نے ستارہ کو ڈوبتا دیکھ کر اس کی معبودیت کا انکار کیا ورنہ جب تک تارا نظر آ رہا تھا وہ اُسے سچ مچ خدا سمجھتے تھے پھر چاند کے غروب ہو جانے پر بھی اس کے خدا ہونے کی تردید فرمائی اور آخر سورج کے بھی نظروں سے اوجھل ہو جانے پر اس کی الوہیت کا انکار کیا اور ایک خدا پر ایمان لانے والے بنے۔

مفسرین کا یہ خیال اور انداز بیان آیاتِ قرآنیہ کے الفاظ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسلوب بیان کو زیر نظر نہ رکھنے کا نتیجہ ہے ورنہ یہ بات بالکل واضح تھی کہ یہ آیات حضرت ابراہیمؑ کے کلام کا وہ حصہ ہیں جو انہوں نے اپنی سورج اور ستارہ پرست قوم سے بطور اتمام حجت فرمایا تھا۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کا مناظرانہ انداز ہے جس میں الزام خصم کے رنگ میں گفتگو کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس گفتگو سے بہت پہلے اپنے باپ آزر کو برملا کہہ دیا تھا کہ میرے نزدیک آپ اور آپ کی

رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ

چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو (قوم سے) خطاب کیا کہ (کیا) یہ میرا رب ہے؟ جب وہ بھی ڈوب گیا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ

لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ○ فَلَمَّا

اگر میرے رب نے مجھے پہلے سے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں سے ہو جاتا۔ جب

رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ج فَلَمَّآ اَفَلَتْ

ابراہیمؑ نے سورج کو خوب روشن دیکھا تو کہا کہ (کیا) میرا یہ رب ہے یہ تو بڑا ہے؟ جب سورج بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ

تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم! میں ان معبودوں سے سخت بیزار ہوں جنکو تم خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو میں تو اپنی ساری توجہ کو اور

لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

اپنے آپکو ہمہ تن صرف اسی ہستی کے سپرد کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے میں افراط و تفریط سے محفوظ ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ط

حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا۔ تب ابراہیمؑ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے

تم کھلے طور پر گمراہ ہیں اور آپ لوگوں کا طریق سراسر غلط ہے۔ اس صریح اعلان کے بعد کسی رات کے وقت ستارہ کو دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ اسے اپنا رب کس طرح قرار دے سکتے تھے؟ صاف ظاہر ہے کہ ان کا ستارہ کو هٰذَا رَبِّيْ کہنا استفہامی طور پر مشرکین کے عقیدہ پر زبردست زد ہے گویا یوں فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ یہ میرا رب ہے حالانکہ یہ ڈوبنے والا وجود ہے لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ میں تو ڈوب جانے والے وجودوں کو پسند ہی نہیں کرتا چہ جائیکہ انہیں معبود قرار دے لوں۔ چاند کے ڈوب جانے پر تو صاف فرما دیا لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ کہ مجھے اس سے قبل ہی میرا خدا ہدایت دے چکا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو چکا ہوتا تو میں بھی گمراہوں میں سے ہوتا۔ اس اعلان کے بعد سورج کو دیکھ کر هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ کہنا صاف بتا رہا ہے کہ یہ کلام محض طنزیہ ہے اس میں اپنے اعتقاد کا اعلان نہیں ہے۔

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ

پس میں ان چیزوں سے ہرگز نہیں ڈرتا جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو۔ بجز اسکے کہ میرے رب کی کوئی مشیت ہو۔

وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ

میرے رب کا علم ہر چیز پر حاوی اور وسیع ہے۔ کیا تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ میں تمہارے شریک بارئ تعا

اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ

قرار دیئے ہوئے معبودوں سے کس طرح ڈر سکتا ہوں جبکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان وجودوں کو شریک ٹھہرا رکھا ہے

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ

جن کے بارے میں اس نے کوئی حکم یا دلیل نازل نہیں فرمائی۔ پس سوچو کہ دونوں گروہوں میں سے امن و عافیت کا کون زیادہ

بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ

مستحق ہے؟ اگر تم علم رکھتے ہو۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے

يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ

اپنے ایمان کو کسی قسم کے شرک اور ظلم سے آلودہ نہیں کیا انہی کے لئے امن ہوگا اور وہی

اِس رکوع کے آخری حصہ میں الفاظ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ بھی واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ یہ ساری گفتگو ایک مناظرہ کے رنگ میں تھی۔

اِس رکوع کی آخری آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے حفظ و امان میں وہی لوگ رہیں گے جو مومن ہونگے اور شرک سے مجتنب ہونگے۔

لفظ ظلم کے لغوی معنے وَضْعُ الشَّيْءِ فِيْ غَيْرِ مَحَلِّهٖ ہوتے ہیں کہ کسی چیز کو بے محل رکھ دینا ظلم ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں شرک کو ظلم عظیم قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (سورہ لقمان)

اِس رکوع میں حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام آزر مذکور ہے۔ یہ ان کا ذاتی نام ہے یا صفاتی؟ اس بارے میں مفسرین میں اختلاف ہوا ہے۔ بائیبل میں ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ بیان ہوا ہے (پیدائش ۱۱/۲۴) بائیبل کی تحریفات کے پیش نظر اس پر بنیاد

ع ۹ ۱۳ ۱۵

مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى

ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ ہمارا عظیم برہان تھا جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے خلاف

قَوْمِهٖ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ

دیا تھا۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کرتے ہیں۔ یقیناً تیرا رب بڑی حکمتوں والا

عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ط كُلًّا هَدَيْنَا ج

اور خوب جاننے والا ہے۔ ہم نے ابراہیم کو اسحاقؑ اور یعقوب بخشے۔ ہم نے سب کو ہدایت دی۔

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

اور اس سے پیشتر نوحؑ کو ہدایت عطا کی اور اس کی اولاد میں سے داؤدؑ، سلیمانؑ،

وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِى

ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ہدایت دی۔ نیکوکاروں کو ہم اسی طرح

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ط

جزا دیتے ہیں۔ زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو بھی ہدایت دی۔

نہیں رکھی جا سکتی۔ امام راغب لکھتے ہیں: "قیل کان اسم ابیہ تارخ فعرّب فجعل آزر معناہ الضال فی کلامھم (المفردات)
کہ بعض لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ بتایا ہے جسے آزر بنایا گیا اور بعض نے کہا اُن کی قوم کی زبان میں آزر کے معنے گمراہ کے ہیں۔" بہرحال قرآن مجید کا ذکر کردہ نام ہی درست ہے۔

دسویں رکوع کی پہلی آیت میں وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ میں بھی صراحت ہے کہ مندرجہ بالا گفتگو ایک مناظرہ کی گفتگو ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور ان کی مشرک قوم کے درمیان ہوئی تھی۔ اس گفتگو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخالفوں کے مقابلہ پر نہایت مضبوط حجت و برہان عطا ہوا اور وہ غالب ہوئے۔

دوسری تا پانچویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے نسلِ ابراہیمؑ اور بنی اسرائیل سے متعلق متعدد انبیاء علیہم السلام

كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَ

یہ سب قابل اور نیکوکار تھے۔ پھر اسمٰعیلؑ، الیسعؑ، یونسؑ اور

لُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

لوطؑ کو بھی ہدایت بخشی۔ ہم نے سب کو اپنے اپنے وقت کے لوگوں پر فضیلت عطا کی۔ ان کے باپ دادوں،

ذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ

انکی اولادوں اور انکے بھائیوں میں سے بھی ہدایت یافتہ بنائے۔ ہم نے انکو برگزیدہ کیا اور صراطِ مستقیم کی

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ

طرف رہنمائی کی ہے۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ اپنے بندوں میں سے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا

جس کو چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے ہدایت دیتا ہے۔ اگر یہ لوگ بھی (بالفرض) شرک اختیار کر لیتے تو انکے تمام اعمال بھی ضائع

کا نام بنام ذکر فرمایا ہے۔ سب کی فضیلت اور بندگی کو بیان فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ نیکی اور پارسائی اختیار کرنے والے کسی مُلک اور کسی خاندان میں سے ہوں سب مقبول بارگاہِ ایزدی بن سکتے ہیں۔ چنانچہ چھٹی آیت کے الفاظ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ میں اس امر کی تصریح بھی فرما دی ہے۔

ساتویں آیت میں اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ میں شریعت[۱]، حکومت[۲] اور نبوت[۳] کو علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے وضاحت فرمائی ہے نبوت مطلق بھی ہو سکتی ہے، شریعت اور حکومت ہر نبی کے لئے ضروری نہیں، ان کے بغیر بھی نبوت کا وجود پایا جا سکتا ہے اور پایا جاتا رہا ہے۔ یعنی ایسا نبی بھی ہوا ہے جو صاحبِ شریعت اور حکمران تھا، ایسا نبی بھی ہوا ہے جو صاحبِ شریعت تو تھا مگر حکمران نہ تھا۔ ایسا نبی بھی ہوا ہے جو صاحبِ شریعت نہ تھا غیر تشریعی تھا مگر حکمران تھا۔ اور ایسا نبی بھی ہوا ہے جو غیر تشریعی تھا اور صاحبِ اقتدار نہ تھا۔ جو لوگ غیر تشریعی نبوتِ مطلقہ کا انکار کرتے ہیں وہ اس آیت کے الفاظ پر غور فرمائیں۔

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

ہو جاتے۔　یہی (برگزیدہ) لوگ ہیں جن کو (مجموعی طور پر) ہم نے　کتاب، حکومت

وَالنُّبُوَّةَ ج فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا

اور نبوت عطا کی تھی۔ اگر آج یہ منکرین اس سلسلہ کا انکار کر دیں　تو ہم نے اسکے لئے ایسے لوگوں کو مقرر کر دیا ہے

لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ

جو کبھی اس کا انکار یا ناقدری نہ کریں گے۔　یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت یافتہ بنایا

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ط قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط

پس تو بھی ان کی ہدایت کی پیروی کرتا رہ اور اعلان کر دے کہ لوگو! میں اس ہدایت پر تم سے کوئی بدلہ یا اجر نہیں مانگتا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ○ ع ۱۰/۸/۱۶

یہ تو　تمام عالمین کے لئے سراسر نصیحت نامہ ہے۔

آٹھویں آیت میں جملہ انبیاء کی ہدایت اور ان کے مسلک کو ایک قرار دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی ہدایت اور مسلک پر چلنے کا ارشاد ہوا ہے جس کی ایک تعبیر یوں ہوئی کہ میں تم سے اس ہدایت کی طرف بلانے کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ باقی رہا میرا مشن تو وہ مطابق ارشادِ باری اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ عالمگیر ہے۔ ساری قوموں اور ساری نسلوں اور سارے زمانوں کے لئے ہے اسی لئے میں جامع صفات الانبیاء ہوں اور کمالات کے لحاظ سے نبیوں کا منتہا یعنی خاتم النبیین بھی ہوں۔

اس آخری آیت سے بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ گویا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نبیوں کی شریعتوں کا اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ اس آیت میں انبیاء علیہم السلام کے مسلکِ اطاعتِ احکام ربانی کے اپنانے کا ارشاد ہے اس سے زیادہ نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر نبی اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہوتا ہے اسی لئے آیت میں فَبِهِمُ اقْتَدِهْ نہیں فرمایا بلکہ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ فرمایا ہے۔ پھر قرآنی شریعت کا ذکر اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ کے الفاظ میں فرمایا یعنی یہ کہ اسلامی شریعت پہلی شریعتوں کی طرح ایک قوم یا محدود زمانہ کے لئے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم اور تمام زمانوں کے لئے نازل ہوئی ہے۔

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(سیرت المہدی حصّہ سوم روایت ۶۱۰)

گورداسپور کی عدالت کا ایک واقعہ!

دلجوئی، دلنوازی اور خادم پروری کی ایک بصیرت افروز مثال

(از جناب چودھری عبد السّلام صاحب اختر ایم۔ اے)

روایت اور سنو! اِک مہدئ دَوراں کی سیرت کی
کیا کرتے ہیں باتیں لوگ۔ رُوحانی اخوّت کی
سُناتے ہیں مسیحِ پاکؑ کے اِک خادمِ ادنیٰ
کہ تھے وہ اوجلہ کے نام تھا عبد العزیز اُن کا
کہ اکثر دیکھتا رہتا تھا مَیں رُوئے مبارک کو
کہ شاید کوئی پس خوردہ مقدّر سے ملے مجھ کو
حضورِ پاکؑ کی صحبت تھی یا دل کی غذا میری
مدد اکثر کیا کرتا تھا خود۔ میرا خدا۔ میری
حضورؑ اِک مرتبہ۔ گورداسپور کی اِک عدالت میں
گئے تشریف لے کر اِک مقدمے کی شہادت میں
احاطے میں تھا جامن کے گھنے اشجار کا سایہ
مسیحِ پاکؑ تھے یا ابرِ گوہر بار کا سایہ
وہیں جامن کے سائے میں کئی احباب بیٹھے تھے
یہ پروانے حضورِ شمعِ عالم تاب بیٹھے تھے

فدائی بھی تھے اس مجلس میں مخلص بھی ۔ مخیّر بھی
مؤقّر بھی ۔ معظّم بھی ۔ مقدّم بھی ۔ مؤخّر بھی
اِس عالَم میں کہ محوِ گفتگو تھے حضرتِ والا
کہیں سے لے کے آئے کوئی دوست ۔ اک دُودھ کا پیالہ
مَیں اِک کونے میں تھا ۔ لیکن نظر تھی رُوئے انور پر
تبرّک کی تمنّا ۔ کروٹیں لیتی تھی رہ رہ کر
خیال آتا تھا ۔ مجھ کو شوق کی بے دست و پائی کا
حضورِ حُسن ۔ عشقِ بے نوا کی بے نوائی کا
کہاں مَیں اور کہاں تسکینِ شوقِ دل کے کاشانے
بہت آگے تھے مجھ سے شمعِ دلداری کے پروانے
مَیں دل ہی دل میں کہتا تھا ۔ پیام آئے تو کیوں آئے
مَیں عاصی ہوں ۔ مرے لب تک یہ جام آئے تو کیوں آئے
مگر یہ کیا ؟ — رُخِ تقدیر پہ کیسا یہ رنگ آیا
کہ دُو اِک گھونٹ پی کر میرے آقا نے یہ فرمایا
میاں عبدالعزیز — "آگے بڑھو ۔ ہرگز نہ شرماؤ
تمہارا ہے یہ حصّہ بے تکلّف اس کو پی جاؤ"

تحیّر میں تھا دل — کیا مہربانی یُوں بھی ہوتی ہے ؟
مقدّر کی طرف سے ۔ میزبانی یُوں بھی ہوتی ہے ؟

حمدُ اللہِ تعالیٰ

(از پروفیسر محمد عثمان صاحب صدیقی ایم۔اے)

لِلّٰهِ تَسْبِيْحٌ عَلٰى اٰلَائِهٖ   وَلَهٗ فَقَطْ حَمْدٌ عَلٰى نَعْمَائِهٖ

عَطَّى الْوَرٰى بِنَوَالِهٖ وَعَطَائِهٖ   فَلَهٗ تَعَالٰى نَشْكُرُ بِثَنَائِهٖ

هُوَ دَائِمٌ اَحَدٌ غَنِيٌّ قَادِرٌ   مَنْ مِثْلُهٗ فِيْ قُدْرَةٍ بِإِزَائِهٖ

فِيْ ذَاتِهٖ هُوَ قَائِمٌ بِبَقَائِهٖ   وَسِوَاهُ كُلٌّ هَالِكٌ لِفَنَائِهٖ

هُوَ اَوَّلٌ هُوَ اٰخِرٌ لَا قَبْلَهٗ   اَحَدٌ وَّلَا مِنْ بَعْدِهٖ وَوَرَائِهٖ

اِنَّا لَنَطْلُبُهُ الْحَوَائِجَ كُلَّهَا   وَنَسْئَلُهٗ مَا نَبْتَغِيْ بِدُعَائِهٖ

هُوَ اَرْحَمُ ذُوْ رَأْفَةٍ وَّمَحَبَّةٍ   وَلِغَيْرِهٖ اَنّٰى كَمِثْلِ وَفَائِهٖ

فِي الْخَلْقِ مَا مِنْ اَمْرِهٖ اَوْ فِعْلِهٖ   اِلَّا وَيَقَعُ بِقَدْرِهٖ وَقَضَائِهٖ

لَوْ اَنْ سَعٰى فِيْ بُرْئِهٖ مِنْ دَائِهٖ   لَا يَشْتَفِيْ اَحَدٌ بِغَيْرِ دَوَائِهٖ

فِيْ كُلِّ شَيْءٍ فِي الْوَرٰى هُوَ ظَاهِرٌ   بِجَلَالِهٖ وَجَمَالِهٖ وَذُوَائِهٖ

"اِنِّيْ اَنَا الْمَوْجُوْدُ" يُسْمَعُ صَوْتُهٗ   مِنْ كُلِّ ذَرَّةِ عَالَمٍ بِنِدَائِهٖ

هُوَ خَالِقٌ هُوَ مُبْدِعٌ هُوَ بَارِئٌ   بُنِيَ الْعَوَالِمُ كُلُّهَا بِبِنَائِهٖ

لِلْعَاشِقِيْنَ هُوَ الْحَبِيْبُ فَمَا لَهُمْ   صَبْرٌ بِغَيْرِ وِصَالِهٖ وَلِقَائِهٖ

لِلْمُؤْمِنِيْنَ الصَّالِحِيْنَ اُولِي التُّقٰى   مَا جَنَّةٌ اِلَّا حُصُوْلُ رِضَائِهٖ

حاصلِ مُطالعہ

(جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

ایک عظیم قرآنی پیشگوئی

جناب اللہ دیتہ جلشانہ نے سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ پر قرآنی علوم کے جو انکشافات فرمائے ان کا ایک حیرت انگیز نمونہ یہ ہے کہ حضور سورہ تطفیف میں "کَلَّا" کے بار بار استعمال کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"یہاں تین دفعہ کَلَّا کفر کے ذکر کے بعد آتا ہے اور ایک دفعہ کَلَّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے۔ اس میں ان طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا۔ بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا۔ اب دوسری جنگ جو شروع ہے یہ دوسرا جھٹکا ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری جنگِ عظیم ہوگی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہوگا۔ اس کے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی۔"

(تفسیر کبیر۔ التطفیف ص۳۰۷)

اعترافِ حق

"مرکزِ تبلیغِ اسلام" سیالکوٹ نے "ختمِ نبوت افروز اعلانِ الحق" کے عنوان سے ایک مغالطہ انگیز ٹریکٹ شائع کیا ہے جس کے دیباچہ میں ناشر کی طرف سے یہ کلمۂ حق بھی چھپ گیا ہے کہ:-

"مرزائیت کی رونق ختمِ نبوت سے ہے۔"

پھر لکھا ہے:-

"جہاں تک بانیٔ جماعت کا تعلق ہے اپنی تمام مراقیانہ[1] تعلّیوں کے باوجود وہ ختمِ نبوت کے قطعی طور پر قائل رہے۔" (ص۳)

---

[1] الفرقان۔ دیوانگی کا الزام ہمیشہ سے مکذبین لگاتے آئے ہیں۔

برصغیر میں فتنۂ تحریفِ قرآن کے بانی؟

"حافظ عبد اللہ روپڑی مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آپ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کو آپ ہی تفسیر کہتے ہوں گے ورنہ دنیا تو اس کو تحریف کہتی ہے۔ حاشیہ فتاوی اہلحدیث ص۵۷" ("قصرِ وہابیت پر بم" مؤلفہ مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری ناشر قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ)

غزنوی خاندان کے علماء "الاربعین" ص۲ سطر ۱۱، ۱۵ میں مندرجہ بالا نظریہ کی تائید میں لکھتے ہیں :-

"آجکل ایک تفسیر عربی مولوی ثناء اللہ امرتسری کشمیر الاصل امرتسری میری نظر سے گزری تفسیر کیا ایک اغلاط کا مجموعہ تاویلات کا ذخیرہ دیکھا . . . الفاظ غلط استدلالات غلط بلکہ تحریف میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی" (ایضاً رسالہ مذکور ص۲۶/۳)

"ابراہیم میر کی تفسیر ثنائی کے متعلق رائے :- مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر (عربی) جماعتِ اہلحدیث کے لئے ایک فتنہ ہے" (ص۳۵)

تحریفِ قرآن اور شیعہ مکتبِ فکر

اہلِ تشیع کی مستند تفسیر صافی کے ص۱۳ پر لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ کا اعتقاد تحریفِ قرآن کے بارے میں یہ ہے کہ ثقۃ الاسلام یعقوب الکلینی کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ قرآن میں تحریف اور کمی ہونے کے معتقد تھے۔ کیونکہ انہوں نے ایسی روایات اپنی کتاب الکافی میں نقل کی ہیں اور ان میں کوئی ضعف بیان نہیں کیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے کتاب کے شروع میں ذکر کیا ہے کہ وہ اس کتاب میں جو روایات لائے ہیں ان پر وثوق تھا اور یہی حال ان کے استاد علی بن ابراہیم القمی کا ہے۔ کیونکہ ان کی تفسیر ذکرِ تحریف سے بھری ہوئی ہے اور ان کو اس مسئلہ میں غلو ہے۔ اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کا یہی مذہب ہے۔ وہ بھی اپنی کتاب الاحتجاج میں ان دونوں کے طریق پر کاربند رہے ہیں۔ (ترجمہ)

قرآن عظیم کی نسبت علماء کے شرمناک فتاویٰ

ابو حفص عثمانی امیر مجلس اخوان اہل حدیث ڈیرہ غازیخان کی کتاب "عنبر شمامہ" کا ایک اقتباس:-

"دوسرا مسئلہ بھی سنیئے اور کانوں سے رُوئی اور تیل نکال کر سُنیئے۔ آنکھوں کی پٹی کھول کر پڑھیں۔ مولانا غلام العلی مرحوم لکھتے ہیں "ردّ المحتار" میں لکھا ہے کہ بعض علماءِ شافعی مذہب سے سوال کیا گیا کہ اگر کھانا ایک شخص کا بلندی پر رکھا ہوا ہے اور اس کو بھوک لگی ہوئی ہے اور اس کھانے کو بلندی سے اتارنے کے لئے بدوں اس کے کہ قرآن شریف کو پاؤں تلے

رکھ کر کھانا اُتارے اور کوئی تدبیر نہیں۔ آیا کیا حکم ہے ایسی ضرورت کے حالات میں قرآن شریف کو پاؤں تلے رکھ کر کھانا اُتارے یا نہ۔ اس نے جواب دیا کہ ظاہر جواز ہے اور اسی طرح اگر کشتی میں ہوتے قرآن شریف کو نیچے ڈالنے کی حاجت پڑے جائز ہے۔"

(تحریق اوراق ص۵)"

پھر لکھا ہے :-

"آپ کے مذہب حنفی کی معتبر کتاب قاضی خان ص۱۴۳ جلد۳ دائیں طرف سطر ۶ میں ہے کہ قرآن شریف پیشاب کے ساتھ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔"

(ص۶۶-۶۸)

ترجمہ قرآن کرنے کے باعث واجب القتل ہونے کا فتویٰ

ادارہ تعمیر و تبلیغ دیوبند نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مشہور کتاب بلاغ المبین کے ابتدائیہ میں لکھا ہے :-

"شاہ ولی اللہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ساڑھے گیارہ سو برس کے بعد سرزمین ہندوستان میں قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور اُسی کے بعد ترجمہ قرآن کی بنیاد پڑی۔ آپ ہی کے تتبع میں آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدین نے لفظی ترجمہ اُردو میں کیا اور دوسرے فرزند حضرت شاہ عبدالقادر نے بامحاورہ اُردو ترجمہ لکھا۔ الغرض اس ترجمہ کا باب سب سے پہلے آپ ہی نے کھولا اور اگر غور کیا جائے تو یہ اُمتِ مسلمہ پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے ورنہ کچھ عجب نہیں کہ ہم ترجمۃ القرآن سے اب تک محروم رہتے لیکن اس زمانے کے علماءِ سُو بجائے آپ کے ممنونِ احسان ہونے اور ہمت افزائی کرنے کے آپ کے مخالف بن گئے اور عوام میں آپ کے خلاف شورش برپا کر دی کہ اس طرح یہ شخص لوگوں میں گمراہی پھیلاتا ہے۔ قرآن کا ترجمہ پڑھ کر لوگ بھٹک جائیں گے اس نے دینِ اسلام میں ایک نئی بدعت بدعت کی بنیاد ڈالی ہے سلف صالحین نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ایسا مجرم اور بدعتِ سیئہ کا مرتکب واجب القتل ہے۔"

قرآن مجید کی تحریف اور توہین کی بدترین سازش

عطاء اللہ شاہ بخاری، شورش کاشمیری، مفتی محمود اور دیگر احراری اور کانگرسی اصحاب کے دینی پیشوا اور مسلمہ پیر و مرشد مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب "اعمالِ قرآنی"، جو شیخ عبدالکریم صاحب تاجر کتب بوہڑ گیٹ ملتان شہر نے شائع کی ہے اس وقت

ہمارے سامنے ہے۔ کتاب کیا ہے اس کلام اللہ کو جو حضرت خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ مطہر پر نازل ہوا معاذ اللہ کوک شاستر کی حیثیت سے استعمال کرنے اور اس میں جعلی آیات کا اضافہ کرکے اس کی تحریف و توہین کرنے کی بد ترین سازش ہے۔ بطور نمونہ اس کے ص۱۰۲ پر "دیگر برائے امساک" کے عنوان سے قرآن کے نام پر حسبِ ذیل "آیات" بطور تعویذ لکھی گئی ہیں :-

"انگور کے پتے پر لکھ کر بائیں ران میں باندھ دے۔ ابجد، ھَوَّزْ، حُطِّیْ، کَلِمَنْ، سعفص، قرشت، ثخذ، ضَظَّغَ۔ وقیل یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مادلکِ ویٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ و غِیْضَ الْمَآءُ وقُضِیَ الامر۔ کلّما اَوقَدُوا نارًا للحربِ اَطْفَأَهَا اللّٰهُ لا امسک ایّتھا المادۃ النّازل من صُلْبِ فُلان بن فلانۃ بلاحول ولا قوۃ اِلّا باللّٰہ العلیّ العظیم۔"

(اعمال قرآنی ص۱۰۲)

قادیانیت کے قلعہ پر بمباری کا انوکھا طریق

ہندوستانی کتب خانہ اُردو بازار جامع مسجد دہلی نے ۱۹۳۷ء میں "اعجازِ قرآن" نامی ایک کتاب شائع کی تھی جو مولوی حافظ عطاء اللہ صاحب بریلوی کی تصنیف تھی۔ مصنف صاحب نے کتاب کی اہمیت و عظمت کا سکہ جمانے کے لئے اس کے سرورق پر لکھوایا کہ :-

"اس رسالہ میں بحمدہ تعالیٰ دہریت، آریت، عیسائیت، بہائیت اور قادیانیت کے خیالی قلعوں کو اعجاز قرآن کی تین اقسام سے بمباری کرکے بکلّی مسمار کر دیا گیا ہے۔"

جہاں تک "قلعہ قادیانیت" پر بمباری کا تعلق ہے اس کا طریق انہوں نے یہ اختیار فرمایا کہ وہ چونکہ اسلامی لٹریچر میں اعجازِ قرآن کی نسبت کوئی موزوں اُردو کلام کے میسّر آنے میں بُری طرح ناکام رہے اسلئے انہوں نے آخر میں حضرت بانی جماعت احمدیہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی وہ شہرہ آفاق نظم درج کر دی جس کے چند اشعار یہ ہیں کہ ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
بنا سکتا نہیں ہرگز اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

قرآن و حدیث اور عہدِ حاضر کے علماء ظواہر

مرکزِ اشاعتِ اسلام منڈی بہاء الدین ضلع گجرات نے "مرزا جی کی تحریریں" کے زیرِ عنوان ایک

ٹریکٹ کے دیباچے میں مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ احمدیوں سے گفتگو کے وقت قرآن و حدیث ہرگز نہ پیش کیا کریں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"بعض ناواقف لوگ ان کی
قرآن خوانی اور حدیث کی روانی سے
متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے
ضرورت محسوس ہوئی کہ ان تمام لوگوں
تک مرزاجی کا اپنا فاضلانہ کلام
پہنچا دیا جائے اور پھر جب وہ مبلغ
حضرات ان کے پاس تشریف لاویں
تو قرآن و حدیث سے مناظرہ
کرنے کی بجائے مرزاجی کے کلام پر
ہی بات کی جائے۔"

یہ ٹریکٹ (جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات اپنے اصل ماحول سے جدا کرکے یا خودساختہ معنے کئے گئے ہیں) اس حقیقت کا منہ بولتا نشان ہے کہ خدا کے فضل سے قرآن و حدیث کے اعتبار سے مخالفین احمدیت کو جماعت احمدیہ کے ہاتھوں شکست فاش ہو چکی ہے۔

جماعت احمدیہ کا حربہ قرآن مجید ہے

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے دنیائے احمدیت کے نام اپنے ایک پیغام میں فرمایا کہ :-

"میں نے قرآن کے لفظ میں غور
کی تب مجھ پر یہ کھلا کہ اس مبارک لفظ
میں ایک زبردست پیشگوئی ہے
وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے
کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ
میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے
کے قابل کتاب ہو گی جبکہ اور کتابیں
بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک
کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی
عزت بچانے کے لئے اور بطلان
کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک
کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور
دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے
لائق ہوں گی۔ ... ہماری جماعت
کو چاہیئے کہ قرآن کریم کے شغل
اور تدبر میں جان و دل سے مصروف
ہو جائیں۔ ... اس وقت قرآن
کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری
فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی
ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔"

(اخبار الحکم ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۱ء)

ضروری اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ماہنامہ کا خاص نمبر النبیّ الخاتم نمبر شائع ہوگا۔

(مینیجر)

چند فقہی سوالات اور اُن کے جوابات!

[محترم جناب ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ نے شاہدین کے ریفریشر کورس منعقدہ ۱۹۷۳ء میں بعض فقہی سوالات کے جوابات دیئے تھے۔ یہ سوال و جواب مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر شاہد نے مرتب کئے ہیں جنہیں جناب مفتی صاحب کی نظر ثانی کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ (ایڈیٹر)]

سوال ۱ - نامحرم عورت سے مصافحہ کی فقہی اور شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

اِنِّی لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ - یعنی میں نامحرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

پس اسلامی شریعت میں نامحرم عورت کو نامحرم مرد یا نامحرم مرد کو نامحرم عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں۔ فی زمانہ جبکہ دنیا کی قوموں کے باہمی روابط بڑھتے جا رہے ہیں اور سیاسی طور پر مرد وزن کے میل ملاپ کی ضرورت بھی پڑتی ہے، یہ سوال اُٹھایا جاتا ہے کہ نامحرم عورت سے مصافحہ کی ممانعت کے حکم پر عمل کرنا مشکل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر عزم پختہ ہو تو اسلامی شریعت کے ہر حکم پر عمل کرنا نہ صرف سہل ہے بلکہ اس سے دل میں ایک بشاشت اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔ مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر نامحرم عورت سے مصافحہ کے نتیجہ میں جو بُرائیاں معاشرہ میں جنم لے رہی ہیں اگر اُن پر نظر ڈالی جائے تو عقل یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ شریعت کا یہ حکم بڑی حکمت پر مبنی ہے اور اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں معاشرہ کئی قسم کی بُرائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ بعض دوست جو یورپ گئے اُن کا کہنا ہے کہ یورپ میں ہمیں شریعت کے کسی حکم نے اگر بُرائی سے بچایا ہے تو وہ نامحرم عورت سے مصافحہ کی ممانعت ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ دل کی عزیمت کے ساتھ شریعت کے احکام کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشتا ہے۔

سوال ۲ - اہل کتاب کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب - جس جانور کو ذبح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے قطع نظر اس کے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب اس جانور کا کھانا حلال ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان یا اہل کتاب ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تب بھی ذبیحہ جائز ہوگا۔ ہاں اگر عمداً اللہ تعالیٰ

کا نام نہ لیا جائے تو حرام ہوگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے اور ذبح کرنے والا کوئی بھی شخص ہو تو اس جانور کا کھانا بھی حرام ہوگا۔

بعض علاقوں میں اہل کتاب عادتاً کسی کا نام لئے بغیر ہی ذبح کرتے ہیں۔ ان علاقوں میں اگر گوشت نہ ملتا ہو اور گوشت کھانے کی ضرورت بھی ہو تو بسم اللہ پڑھ کر ایسے جانور کا گوشت کھانا جائز ہے۔ یہ جواز علی الکراہیت ہے۔ ایسے علاقوں میں اگر مسلمان کوشش کر کے جانوروں کو خود ذبح کرنے کا انتظام کر سکیں تو یہ طریق بہت مستحسن ہوگا۔ ویسے بعض علاقوں میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کے کھانے کے لئے ایسے جانوروں کا گوشت مہیا کیا جائے جنہیں خود مسلمانوں نے ہی اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کیا ہو۔

سوال ۱۳۔ موجودہ زمانہ میں جدید طرز کے مذبحوں میں ایک بٹن دبانے سے کئی جانور جو قطار میں کھڑے کئے ہوتے ہیں ذبح کئے جاتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب۔ جانور کو ذبح کرتے وقت اگر اس کی گردن کے نیچے سے کاٹا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ گردن کو اوپر سے کاٹنا جائز نہیں۔ یہ جھٹکے کی طرح ہے جسے اسلام نے اختیار نہیں کیا۔ نیز اس طرح ذبح کرنے سے خون بھی اچھی طرح نہیں بہتا اور ذبح کا ایک مقصد خون بہانا اور بدن سے اچھی طرح اُسے خارج کرنا بھی ہے۔

سوال ۱۴۔ حج کے ایام میں جو قربانیاں کی جاتی ہیں قرآن کریم ان کے گوشت استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن موجودہ حالات میں یہ گوشت اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اسے دفن کرنے کے سوا چارہ نہیں ہوتا۔ کیا ایسا کرنا قربانی کی روح کے خلاف تو نہیں؟

جواب۔ موجودہ حالات میں قربانی کرنے والوں کی کثرت اور محتاجوں کی کمی ہوتی ہے۔ اسلئے گوشت کو دفن کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ویسے اس گوشت کو محفوظ کر کے دنیا کے مختلف علاقوں میں محتاجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور اس کا انتظام کرنا مسلمانوں کی فرض شناس حکومت کا فرض اولین ہے تا کہ افادہ کا کوئی پہلو تشنۂ تعمیل نہ رہے۔

سوال ۵۔ اگر کسی جانور کے سینگ یا کان وغیرہ خوبصورتی کی غرض سے کاٹے گئے ہوں تو کیا اسکی قربانی جائز ہے؟

جواب۔ اگر تو جانور کا کوئی حصہ کاٹنے سے اس کی قیمت میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ خوبصورتی کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اصل مقصد اس ممانعت سے عیب دار اور سستی قیمت کے جانور سے اجتناب ہے۔

دراصل حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

راستہ میں بہترین چیز کی قربانی پیش کرنی چاہیئے۔ اگر کسی جانور کی قربانی میں یہ مقصد فوت نہیں ہوتا تو اس کی قربانی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگی۔ ویسے کسی جانور کے کسی عضو کا بہت زیادہ حصہ کاٹنا بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

سوال ۲۶۔ بعض ایسے جانور ہوتے ہیں کہ جو نہ تو ہوتے ہیں نہ مادہ۔ کیا ایسے جانور کی قربانی جائز ہے؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کئے جانے والے جانور کی قیمت معیاری ہونی چاہیئے اور اسکے کھانے میں لوگوں کی رغبت قائم رہے۔ نر یا مادہ جانور کی تخصیص نہیں ہے۔

سوال ۲۷۔ ملک یمین سے کیا مراد ہے؟ کیا چار بیویوں کی موجودگی میں بھی ملک یمین سے نکاح جائز ہے؟

جواب۔ ملک یمین کا لفظی مطلب یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی مملوکہ چیز۔ یعنی طاقت اور زور کے ذریعہ حاصل کی ہوئی چیز۔ اصطلاحاً ان لونڈیوں کو ملک یمین کا نام دیا جاتا ہے۔ جو ایسی جنگ کے نتیجہ میں مسلمانوں کے پاس آئیں جسکی ابتداء کفار کی طرف سے ہوئی ہو اور وہ فدیہ یا تاوان دیکر آزاد نہ ہوسکیں۔ فی زمانہ جنگ میں پکڑے جانے والے مرد اور عورتیں شاہی قیدی سمجھے جاتے ہیں اسلئے آجکل ملک یمین یعنی لونڈیوں اور غلاموں کا مسئلہ زیر عمل نہیں ہے۔ چونکہ حالات بدلتے رہتے ہیں اسلئے اب ضرورت ہے کہ علمائے امت قرآن و حدیث میں غلاموں اور لونڈیوں کے تذکرہ کی افادیت کے پہلوؤں پر غور و فکر کریں۔ اور ان آیات و احادیث کی کوئی ایسی مثبت توجیہہ پیش کریں کہ یہ احکام ہر زمانہ میں امت کے لئے عملی رہنمائی کا باعث ہوں۔

جہاں تک ملک یمین کی فقہی حیثیت کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ ان سے نکاح کئے بغیر تعلق زوجیت قائم کرنا جائز ہے۔ کیونکہ نکاح مرد و عورت کے باہمی تعلق کے جواز کا ایک اعلان ہوتا ہے۔ دراصل یہ عورتیں جنگ کے بعد حکومت کی ملکیت ہوتی ہیں اور حاکم وقت انہیں اپنی رعایا کے مناسب مردوں میں تقسیم کرتا ہے تاکہ یہ عورتیں معاشرہ میں باعزت زندگی بسر کرسکیں اور ان کی صحیح رنگ میں دیکھ بھال کی جاسکے اور یہ عورتیں گھر کے ایک فرد کی طرح زندگی گزاریں اور نوکرانیوں کی طرح نہ رہیں۔ ان کی غلامی آگے نہیں چلے گی اور ان کے ہاں اولاد ہونے پر آزاد ہوجائینگی۔ قرآنی آیت فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ (النساء ع) سے ان لونڈیوں سے ان کے نگرانوں کی اجازت سے نکاح کرنے کا ارشاد واضح ہے۔

سابقہ فقہائے اُمّت کے نزدیک پہلی چار بیویوں کی موجودگی میں بھی ملکِ یمین سے تعلق زوجیت قائم کیا جا سکتا ہے۔ گو اس نظریہ کی عملی افادیت اب بالکل ختم ہو چکی ہے اور یہ صرف نظری بحث تک محدود ہو گیا ہے۔

سوال ۸۔ دنیا کے بعض علاقوں مثلاً افریقہ میں طریق نکاح مختلف ہوتا ہے۔ وہاں عورت اور مرد باہم مل کر یہ اعلان کر دیتے ہیں کہ ہم آج سے میاں بیوی ہوں گے۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب۔ اسلام میں نکاح کے اعلان کا کوئی خاص طریق مقرر نہیں۔ نکاح پڑھنا نام ہے معاہدۂ زوجیت کے اعلان کا جس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً نکاح پڑھنے والا مسجد میں یا کسی مناسب جگہ مسنون دعاؤں کے بعد عورت اور مرد کے درمیان تعلق کا اعلان کرتا ہے۔ اس موقع پر عورت کا وکیل اور مرد بذاتِ خود حاضر ہوتا ہے۔ مجبوری کی صورت میں جبکہ مرد موقع پر حاضر نہ ہو سکتا ہو مرد کی طرف سے بھی اُس کا وکیل نکاح کی منظوری کا اعلان کرتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ عورت بذاتِ خود موقع پر حاضر ہو کر نکاح منظور کرے۔ اصل چیز یہ ہے کہ نکاح کا اعلان عام ہونا چاہیئے جس سے اس کی تشہیر ہو کے کہ فلاں عورت اور فلاں مرد کا باہم تعلق زوجیت قائم ہو گیا ہے۔ ہاں اس غرض کے لئے مسنون اور معروف طریق اختیار کرنا ہی بہتر اور موجبِ ثواب ہے

سوال ۹۔ موجودہ دور میں جبکہ تمام دنیا کا اقتصادی استحکام سُود پر قائم ہے۔ اس سودی نظام سے چھٹکارا کس طور پر ممکن ہے کیونکہ اسلام کے نزدیک سُود حرام ہے؟

جواب۔ دراصل اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنے سے ہی معاشرہ میں مکمل طور پر خوشحالی اور امن و سکون قائم ہو سکتا ہے۔ ایک حکم کو اختیار کرنا اور دوسرے کو ترک کر دینا خوشحالی پیدا کرنے کے لئے سُودمند نہیں ہو سکتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ یعنی اسلام کے ایک حکم پر عمل کرتے ہو اور دوسرے کو ترک کرتے ہو اسی لئے تمہیں دنیا میں رسوائی ملتی ہے۔ مسلمان بجائے اس کے کہ سُودی نظام کو ختم کرنے کا عزم کرتے وہ یہ طریق اختیار کر رہے ہیں کہ سودی نظام کے ذریعہ پیدا ہونے والے روپیہ کو مفید کاموں میں لگائیں۔ اسلئے برکت قائم نہیں رہتی۔ حالانکہ اسلام کا اقتصادی نظام ایسی بنیادوں پر قائم ہے جس میں محض بھلائی ہی بھلائی ہے اور اس میں سود کی طرح کی کوئی برائی نہیں پائی جاتی۔

یہ امر تو ساری دنیا جانتی ہے کہ فی زمانہ سود سب برائیوں کی جڑ ہے۔ بعض اوقات بڑے مقصد کے حصول کی خاطر چھوٹے مقصد کو قربان کیا جاتا ہے اسلئے اگر آج مسلمان یہ عزم کرلیں کہ ہم غربت میں گزارہ کرلیں گے اور تجارتوں میں خسارہ برداشت کرلیں گے لیکن سود ایسے برائیوں کے منبع کو دنیا سے ختم کرکے دم لیں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ نہ صرف سود کے نظام کی صف ساری دنیا سے لپیٹ دی جائے۔ بلکہ مسلمان خوشحالی اور امن سکون کی زندگی خود بھی گزارنے والے ہوں اور دوسروں کے لئے بھی اس کا باعث بنیں۔ رہا گزارہ کا مسئلہ تو اس کے لئے دائرۂ اباحت مختلف ہے۔

سوال۔ کیا ائمہ کے درمیان فقہی مسائل میں اختلاف امتِ محمدیہ میں افتراق کا باعث نہیں ہے؟

جواب۔ فقہی مسائل میں اختلاف امتِ محمدیہ میں افتراق کا باعث نہیں۔ بلکہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ اختلافِ امتی کے لئے رحمت کا باعث ہے کیونکہ فقہی اختلاف اگر نیک نیتی پر مبنی ہو تو امت کے افراد کے لئے احکام میں ایک لچک پیدا ہوجاتی ہے جو لازماً امت کے لئے آرام، سہولت اور رحمت کا باعث ہے لیکن اگر اختلاف بدنیتی پر مبنی ہو تو یہ اختلاف امت میں واقعی تفرقہ کا باعث ہوگا۔ ہمارے ائمہ مفسرین فقہا اور محدثین نے احکام شریعت کو نیک نیتی کے ساتھ امت کے سامنے آسان اور احسن پیرایہ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ سلف صالحین کا امت پر ایک احسان ہے۔ اگر امت میں تفرقہ پیدا کیا ہے تو ان خود غرض پیشہ ور مولویوں نے جن کا مقصد روزی کمانا اور دین کو فروخت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

جہاں تک بزرگ ائمہ کے مسلک میں اختلاف کا تعلق ہے یہ امت کے لئے رحمت کا باعث ہے۔ کیونکہ ہر امام نے ایک ہی آیت یا ایک ہی حدیث سے نیک نیتی کے ساتھ مختلف پہلوؤں سے اور مختلف حالات میں مختلف مسائل کا استنباط کیا ہے۔ انہوں نے تو حتی الوسع قیاس کو مذہب میں داخل ہی نہیں کیا بلکہ ہر حکم کے لئے قرآن سنت اور حدیث سے نص تلاش کرنے کی کوشش کی ہے اللّٰھم اجزھم جزاءً خیرًا ۔۔۔ مثلاً حدیث ہے کہ نماز کے لئے آتے ہوئے وقار کو ملحوظ رکھو۔ فصلّوا ما ادرکتم و اتمّوا ما فاتکم۔ چنانچہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہؒ نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز باجماعت میں بعد میں شامل ہونے والے کے لئے وہ رکعتیں جو وہ نہ پا سکا پہلی رکعتیں ہوں گی اور جو رکعتیں اس نے پالیں پچھلی رکعتیں شمار ہوں گی اسلئے اسے چاہیئے کہ پہلی رکعتیں آخر میں ادا کرے لیکن امام شافعیؒ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یوں فرماتے

ہیں کہ جو رکعتیں وہ پالے وہ اس کی پہلی رکعتیں شمار ہوں گی اور جو رکعتیں رہ گئی تھیں انہیں وہ آخر میں ادا کرے کیونکہ وہ بعد کی رکعتیں گنی جائیں گی۔

اب غور کیا جائے کہ ان دونوں ائمہ کا استدلال ایک ہی حدیث سے ہے لیکن ہر ایک کا انداز استدلال مختلف ہے اور ہر شخص کا انداز استدلال اس کی عقل، سمجھ اور فراست کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے "اتموا" کے لفظ سے استدلال کیا تھا اور دوسرے امام ابوحنیفہؒ نے "ما فاتکم" کے لفظ سے۔ دونوں اپنے اپنے استدلال میں نیک نیتی پر قائم ہیں اور اُمت کے افراد کے لئے ایک جواز قائم کرنے والے ہیں کہ جس کا دل چاہے وہ دونوں طریقوں میں سے ایک طریق اختیار کر لے۔

پس مسائل میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اختلاف کی رُوح کو دیکھا جائے اور نیک نیتی کے ساتھ احکام شریعت پر عمل کیا جائے۔

سوال ۱۱ - ابھی تک بہت سے مسائل جماعتِ احمدیہ کے زیرِ غور ہیں۔ ان مسائل کے متعلق جماعت کا واضح مسلک معلوم نہیں ہوتا جب تک کوئی فیصلہ نہ ہو جائے اُس وقت تک ان مسائل کے بارے میں کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے؟

جواب - اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض مسائل کے بارے میں جماعت کا مسلک ابھی تک واضح نہیں ہے کیونکہ وہ مسائل زیرِ غور ہیں نیز نئے نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ عام مسائل جن کی ایک مسلمان کو ہر وقت ضرورت درپیش رہتی ہے اس قسم کے تمام مسائل کے بارے میں جماعتی فیصلے ہو چکے ہیں اور بڑے واضح ہیں۔ پھر جیسے جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کے بارے میں غور و فکر کے بعد وقتاً فوقتاً وضاحت اور فیصلے دینے کا نظام موجود ہے۔ دراصل ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے۔ ایسے مسائل جن کی فی زمانہ ضرورت نہیں ہے ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں جلدی کرنا مناسب نہیں ہے۔ جب بھی کسی مسئلے کی ضرورت پیش ہوگی اس کے بارے میں غور و فکر کے بعد فیصلہ ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے **ایک واجب الاطاعت امام** کی رہبری حاصل ہے اسلئے ہمیں کوئی تشویش نہیں ہونی چاہیئے۔ امام وقت کے ارشاد کے ماتحت مختلف مسائل کمیٹیوں میں زیرِ غور لائے جاتے ہیں اور بالآخر امام وقت اپنی خداداد فراست اور رُوح الحق کی برکت سے ان مسائل کے بارے میں فیصلے فرماتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت جماعتِ احمدیہ تربیتی اور تبلیغی جہاد میں مصروفِ عمل ہے اور ہماری توجہات کا مرکز یہی محاذ ہیں۔ ہاں ضرورت کے تحت دوسرے امور کی طرف بھی

توجہ دی جاتی ہے اور فقہ کے مسائل بھی ضرورت کے تحت حل ہوتے چلے جاتے ہیں۔

سوال ۱۲۔ نماز مغرب کے ساتھ نماز عشاء کے جمع کرنے کی صورت میں اگر امام نماز عشاء پڑھا رہا ہو اور دیر سے آنے والا ایک مقتدی اسے نماز مغرب سمجھ کر مغرب کی نماز کی نیت باندھ کر نماز شروع کر دے اور تین رکعات ہی پڑھے تو کیا یہ اس کی مغرب کی نماز ہو جائیگی؟

جواب۔ ہر مقتدی کی نماز کی نیت امام کی نیت کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر مقتدی کو یہ معلوم ہو کہ نماز عشاء ادا کی جا رہی ہے تو وہ پہلے نماز مغرب ادا کرے پھر نماز عشاء کے ساتھ شامل ہو جائے لیکن اگر اسے یہ علم نہیں کہ یہ کونسی نماز ادا کی جا رہی ہے اور نماز عشاء ادا کی جا رہی ہو تو وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے اور نماز مغرب نماز عشاء کے بعد ادا کرے۔ اس صورت میں نمازوں کی ترتیب ضروری نہیں رہتی۔

سوال ۱۳۔ اگر کوئی شخص خود کو باوضو سمجھ کر نماز ادا کر لے لیکن ادائیگی نماز کے بعد اُسے یاد آئے کہ دراصل اس کا وضو قائم نہیں تھا۔ اس صورت میں وہ نماز دوبارہ ادا کرے گا یا نہیں؟

جواب۔ جو نماز بغیر وضو کے ادا کی گئی ہو اُسے دوبارہ وضو کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر امام کا وضو نہیں تھا اور نمازیوں کے چلے جانے کے بعد اُسے یاد آیا کہ اس کا تو وضو نہ تھا تو وہ خود نماز دوبارہ پڑھ لے۔ نمازیوں کو بُلانے یا اُنہیں کوئی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں اُن کی نماز مکمّل ہے۔

سوال ۱۴۔ اگر کوئی روزہ دار بھول کر کوئی چیز کھانے پینے لگے تو اُسے ایسا کرنے سے روک دینا چاہیئے یا نہیں؟

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار بھول کر کوئی چیز کھانے پینے لگے تو اُسے یہ نہیں بتانا چاہیئے کہ تمہارا تو روزہ ہے۔ کیونکہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی اس کے لئے مہمانی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اُسے کھانے پینے سے روک دے تو یہ گناہ کی بات بھی نہیں ہے۔

سوال ۱۵۔ گھر کے زیور پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ گھر میں استعمال میں آنے والے زیور پر جو کبھی کبھار مانگنے پر دوسروں کے کام بھی آتا رہے زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔ حنفی فقہ کی رُو سے سات تولہ تک کے سونے کے زیور پر زکوٰۃ نہیں ہو گی۔

سوال ۱۶۔ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا اگر جائز ہے تو کیا اپنا حق وصول کرنے کے لئے جھوٹ بولنے کا بھی جواز ہے؟

جواب۔ دراصل رشوت اور جھوٹ دونوں اسلام میں ناجائز اور حرام ہیں۔ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کے ایک فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ اپنا حق وصول کرنے کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے اگر کچھ رقم متعلقہ افسر یا کارکن کو دے دی جائے تو اس کا یہ اقدام اس کے لئے باعث گناہ نہ ہوگا مگر لینے والے سے مؤاخذہ ضرور ہوگا۔

البتہ ایک حقیقی مومن کو اللہ تعالیٰ رشوت اور جھوٹ وغیرہ کے ابتلاء سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص رشوت اور جھوٹ سے بچنے کی خاطر اپنے حقوق کی قربانی کر دے گا تو یہ امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ رزاق خدا اُسے اس نیکی کے نتیجہ میں اس کی قربانی سے بہت بڑھ چڑھ کر اس دنیا میں ہی اجر عطا کر دے اُخروی زندگی میں اس کا اجر تو بہرحال قائم ہے*

ایک شہادت

جناب مولانا محمد علی صاحب جوہر ایڈیٹر اخبار ہمدرد دہلی تحریر فرماتے ہیں :-

"ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور انکی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ وہ وقت دُور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمات اسلام کے بلند بانگ دربا طن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا" (ہمدرد دہلی ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

سُورۃ الزّلزال کی روشنی میں

(از جناب چودھری شبّیر احمد صاحب بی-اے)

(۱)

یاد کرو وہ دن کہ جب اس ارض پر
دیکھ لے گا ہر بشر "زلزالہا"
نیز وہ منظر کہ شرق و غرب میں
جب نکالے گی زمیں "اثقالہا"
ورطۂ حیرت میں ہوگا آدمی!
اور تعجب سے کہے گا "مالہا"
نُطق بخشے گا خدا اس ارض کو
کہلوائے گا کہ جو "اوحیٰ لہا"

(۲)

دیکھ لے گا ہر بشر اپنا عمل
خارج از امکان ہے اس سے مفر
دفترِ اعمال میں ہوگی عیاں
ذرّہ بھر نیکی بھی کی ہوگی اگر
چھوٹی سے چھوٹی بدی بھی اس گھڑی
ہوگی ہر انساں کے پیشِ نظر

اندریں صورت دلِ شبّیر کو
ہے بھروسہ بس خدا کے فضل پر

(بقیہ شذرات از صفحہ)

کہ شورش ایسے "گنہگار" بھی ان کی وجہ سے نماز عید تک سے محروم ہو جاتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ایسے اماموں کے پیچھے امام مہدی علیہ السلام کے اتباع کو نماز پڑھنے کے لئے کیوں کہا جاتا ہے؟

۳۔ حضرت ابراہیمؑ کے "تین جھوٹ" اور اہلحدیثوں کا "ایمان"

اہلحدیثوں کے اخبار الاعتصام نے حسب ذیل سوال وجواب شائع کیا ہے:۔

"سوال۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے اور قرآن میں آپ کو صدیقاً نبیاً (سچا نبی) کہا گیا ہے اور بخاری شریف کے بارے میں علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد صحیح کتاب بخاری ہے۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ۔ کیا یہ حدیث قرآن مجید کی آیت کے خلاف جاتی ہے آخر اس حدیث کی توضیح کیا ہے؟

جواب۔ آپ نے حدیث لم یکذب ابراھیم الا ثلٰث کے متعلق خیال کیا ہے کہ یہ قرآن شریف کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صدیق کہا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن مجید کا معنی اپنی رائے سے کرتے ہیں جس کے متعلق وعید آئی ہے من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جو قرآن پر اپنی رائے سے کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔"

قرآن کی تفسیر پہلے قرآن سے کرنی چاہیئے پھر حدیث سے۔ پھر آثار سلف سے۔ قرآن مجید نے صدیق کا معنی جو بیان کیا ہے وہ حسب ذیل آیت میں ہے۔ والذین اٰمنوا باللہ و رسلہ اولٰئک ھم الصدیقون (الحدید) یعنی "جو اللہ اور رسولوں کے ساتھ ایمان لائے وہی صدیق ہیں۔" اللہ اور رسول کے ساتھ ایمان لانے میں ان باتوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے جو اللہ اور رسول نے فرمائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جان بچانے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے جو توریہ کی قسم ہے چنانچہ بخاری کی اسی حدیث میں ہے کہ اخوت سے اخوت اسلامی مراد ہے اور توحید سمجھاتے تھے حیلہ کرنا کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑ کر کہا کہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں بیمار ہوں بیماری سے مراد دل کی پریشانی ہے۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو چور کہلوایا اس کے متعلق اللہ نے فرمایا۔ کذٰلک کدنا لیوسف یہ حیلہ ہم نے یوسف علیہ السلام کو سکھایا۔ پس جب تک اس قسم کی باتوں پر کوئی ایمان نہ لائے وہ بحکم آیت کریمہ مذکورہ بالا (والذین اٰمنوا

باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدّیقون)
صدّیق نہیں ہوسکتا پس صحیح معنی صدّیق کا وہی ہے جو
قرآن نے خود بیان کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ صدّیق وہ ہے
جس کا تعلق خدا رسول سے سچا ہو۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲ نومبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ اس طویل اقتباس میں صدّیق کے معنے "ایمان لانے والے" کے کرکے حضرت ابراہیمؑ کے تین جھوٹ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ درحقیقت اہلحدیث لوگ قرآن پاک کی وہ عظمت نہیں مانتے جو اس کا حق ہے وہ حتی الامکان قرآن مجید کو حدیث کے تابع کرتے ہیں۔ وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ کتابوں میں لکھی ہوئی "حدیث" جو قرآن پاک کے مخالف ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات نہیں ہیں۔

صدّیق ایسے ایمان لانے والے کو کہتے ہیں "لا یتأتّی منہ الکذب" کہ جس سے کذب کا صادر ہونا ممکن ہی نہ رہے (المفردات) اہلحدیثوں کو امام رازیؒ کے الفاظ کو مشعلِ راہ بنانا چاہیئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کاذب قرار دینے کی بجائے راوی کو کاذب قرار دینا درست ہے۔

۴۔ قرآن میں "اکثریت کی مذمّت"

شیعی رسالہ معارف اسلام لاہور لکھتا ہے :-

"اسلامی اصولوں کے تحت تو اکثریت کی رائے کے مطابق بے سوچے سمجھے فیصلے کے لئے کوئی جواز نہیں۔ کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اکثریت کی مذمّت کی ہے سینکڑوں آیات قرآنی نہ صرف کفار کی بلکہ اہلِ اسلام کی اکثریت کے خلاف موجود ہیں بلکہ بنیادی اصول کے طور پر اکثریت کو ردّ کیا گیا ہے خواہ وہ مسلمانوں کی ہو یا کفار کی۔"

(معارف اسلام لاہور ص علی و فاطمہ نمبر ۱۳۹۲ھ)

الفرقان۔ اندریں صورت اقلیت و اکثریت کا سوال ہی غلط ہو جاتا ہے۔ علماء کو اس پر غور کرنا چاہیئے۔

۵۔ سوادِ اعظم سے مراد امامِ وقت ہے

معارفِ اسلام لاہور لکھتا ہے :-

"سوادِ اعظم سے اکثریتی فرقہ معنی لینا بھی سراسر جہالت ہے۔ سوادِ اعظم کا مطلب مرکزِ اسلام ہے یعنی امامِ اُمّت نہ کہ اکثریتِ اُمّت۔ نہ یہ معنی لغت کے مطابق درست ہیں اور نہ ہی حدیثِ رسولؐ سے سوادِ اعظم معنی اکثریتی گروہ درست ہے۔" (معارفِ اسلام علی و فاطمہ نمبر ص۹)

الفرقان۔ واقعی امامِ وقت کی موجودگی میں افراد کی تعداد کے پیچھے پڑنا جہالت ہے۔ امام ہی واجب الاتباع ہوتا ہے۔ خوش قسمت ہے وہ جماعت جس میں امام موجود ہے۔ ان لوگوں کو فکر کرنا چاہیئے جن کا امام سرے سے موجود ہی نہیں یا کسی نامعلوم غار میں چھپ گیا ہے۔

۶۔ پاکستان میں دیوبندی حلقے

دیوبندی ماہنامہ الرشید لاہور لکھتا ہے :-

"اب پاکستان میں دیوبندی حلقے شمار کیجئے اور ان کے طبقات کا اندازہ لگائیے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت تنظیم اہلسنت و خدام اہلسنت اشاعت التوحید والسنت وغیرہ۔ سیاسی لحاظ سے مجلس احرار اسلام اور ملک کی معروف سیاسی و دینی جماعت جمعیۃ علماء اسلام پاکستان جو چار دھڑوں میں منقسم ہوتی نظر آرہی ہے مرکزی جمعیۃ اور اس میں سے حقیقی قاسمی گروپ، جمعیۃ علماء اسلام محمودی گروپ اور جمعیۃ ہزاروی گروپ! آہ افسوس ع
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟"
(الرشید لاہور ستمبر ۱۹۷۳ء)

الفرقان۔ قرآن مجید نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى۔

۷۔ احمدیوں کا مطالبہ کیا تھا؟

ہفت روزہ المنبر لائل پور بحوالہ روزنامہ مشرق لاہور لکھتا ہے کہ احمدیوں کے وفد نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے جو محضر نامہ پیش کیا اس میں دلائل دیتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ:۔

"قادیان اور اسکے گرد و نواح کو ضرور پاکستانی پنجاب میں شامل ہونا چاہیئے۔"
(المنبر ۲ر نومبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۲۴)

الفرقان۔ اس اعتراف کے باوجود جو اخبار نویس جھوٹا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ احمدیوں نے بھارت میں شامل ہونا چاہا تھا وہ کس قدر افسوسناک فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

۸۔ خلفاء ثلاثہ اور حضرت علیؓ

اہلحدیث اخبار تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتا ہے:۔

"جس جرأت، استقلال، جوانمردی، عالی حوصلگی، شجاعت، شہامت، جرأت، وقار، عقل گستری اور انصاف سے خلفائے ثلثہ نے اسلام کی خدمت کی خاک بدہنم سیدنا علیؓ کے دور خلافت میں اس کا عشر عشیر بھی نظر نہیں آتا۔" (تنظیم اہلحدیث ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء)

الفرقان۔ کیا یہ موازنہ کسی دینی ضرورت کے ماتحت کیا گیا ہے؟ کیا شیعہ صاحبان اس پر ناراض نہ ہوں گے؟

۹۔ مدیر چٹان کا ایک اور بدترین جھوٹ!

مدیر چٹان شورش صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"یہ ایک واقعی امر ہے کہ اسرائیل اسلام سے انتقام لینے کے لئے مرزائیت کو مدد دے رہا ہے ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں اسرائیل نے یوم شوکت اسلام کے بعد پاکستان میں اسلامی طاقتوں کو شکست دلوانے کے لئے قادیانی امت کو بے شمار روپیہ دیا تھا۔" (چٹان ۱۲ر نومبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۴)

الفرقان۔ اسرائیل کا ہوا شورش کے سر پر پوری طرح سوار ہے۔ اس قسم کے سیاہ جھوٹ بولتے ہوئے انہیں ذرا شرم نہیں آتی محض احمدیت کی دشمنی میں سراسر افترا سے کام لیا جا رہا ہے۔ حیرت ہے کہ ایسے اشتعال انگیز صریح جھوٹوں پر حکومت بھی خاموش ہے کیا محض اسلئے کہ احمدیوں کی تعداد تھوڑی ہے؟ ہم اعلان کرتے ہیں کہ دیگر افتراؤں کے ساتھ یہ بھی شورش صاحب کا سیاہ جھوٹ ہے۔
لعنة اللّٰہ علی الکاذبین۔

اقتباس

حضرت عیسیٰؑ کا جسم سری نگر میں دفن ہے

کشمیر یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ کے صدر پروفیسر حسنین کا دعویٰ

سری نگر کے قریب ایک چھوٹی سی قبر ہے۔ اس قبر پہ کوئی کتبہ نہیں ہے۔ اس قبر میں ایک پیغمبر کا جسم دفن ہے۔ ان کا انتقال تقریباً ۱۸۰۰ سال قبل ہوا تھا۔ ان کا نام یوز آسف تھا جس کے معنی کسی کو نہیں معلوم۔ زائرین ننگے پاؤں اس قبر پہ حاضری دیتے ہیں اور کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور نسل در نسل اس عقیدے کو تسلیم کرتے آئے ہیں کہ "پیغمبر" یوز آسف دراصل حضرت عیسیٰؑ تھے جنہیں یروشلم سے کچھ دور گولگوتھا کی پہاڑیوں میں سولی پر چڑھایا گیا تھا۔

ان کا کہنا ہے کہ ان کے جاں نثار پرستاروں نے ان کو سولی سے زندہ اتار لیا تھا۔ ان کا علاج کیا گیا اور انہیں چپکے سے یروشلم سے باہر نکال دیا گیا۔ وہاں سے وہ ہندوستان پہنچے اور اپنے خیالات کا پرچار کرنے لگے پھر یہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

یہ ایک سنسنی خیز دعویٰ ہے۔ سب سے پہلے جرمنی کے "فیلڈ اسٹرن" میں یہ دعویٰ شائع ہوا تو لوگوں نے اس بات میں بہت زیادہ دلچسپی لی لیکن اس بات کا بھی امکان تھا کہ بہت سے راسخ العقیدہ عیسائی اس پر ہنگامہ برپا کر دیں ان کے خیال میں یہ دعویٰ کشمیر کے ان پڑھ کسانوں کی ایک لوک کہانی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

لیکن بات صرف اتنی نہیں ہے اور نہ یہ دعویٰ کسی اسکینڈل پر مبنی ہے۔ ہندوستان کے ایک مشہور محقق پروفیسر ایف ایم حسنین نے سالہا سال کی تحقیقات کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ قبر دراصل حضرت عیسیٰؑ کی قبر ہے۔ اپنے اس دعوے کی صداقت کے ثبوت میں انہوں نے حکومتِ ہند سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ انہیں اس قبر کو کھولنے کی اجازت دیدے۔ اس پر بہت ہنگامہ ہوا۔ لوگوں نے سخت احتجاج کیا لیکن ڈاکٹر حسنین معمولی آدمی نہیں ہیں۔ ان کا شمار ہندوستان کے ممتاز ترین عالموں میں ہوتا ہے وہ کشمیر یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ کے صدر ہیں اور انہیں امریکہ اور جاپان سے اعزازی ڈگریاں مل چکی ہیں۔

کیا یہ واقعہ صحیح ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سولی سے رہائی پا کر ہندوستان پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے؟ پروفیسر حسنین اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کو یقین ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا انتقال بھی ہندوستان ہی میں ہوا تھا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے "گمشدہ" سال جن کا بائبل میں کوئی ذکر نہیں ملتا ہندوستان میں گزرے تھے۔ پروفیسر حسنین کی مخالفت شدت سے کی جا رہی ہے لیکن انہیں یقین ہے کہ وہ بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے اور انہیں "حضرت عیسیٰؑ کی قبر" کھولنے کی اجازت مل جائے گی۔

ان کا کہنا ہے کہ "اس کے بعد میں دنیا کو بتا سکوں گا کہ دیکھو حضرت عیسیٰؑ کی قبر یہی ہے۔" ان کا خیال ہے کہ اس قبر کو کھولنے

ہے اس بات کا ثبوت مل جائے گا کہ جُوس اساف دراصل حضرت عیسیٰؑ تھے جو یروشلم سے ہندوستان چلے آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں "مجھے یقین ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سُولی سے بچ نکلے تھے اور بعد میں علاج کے ذریعے تندرست ہو گئے تھے۔ اس کے بعد وہ ایران اور افغانستان ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے جہاں بہت سے یہودی بابل اور آشوریہ سے آکر پناہ گزین ہو گئے تھے۔ وہاں ۱۰۵ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔" غرضیکہ ڈاکٹر حسنین نے اپنی سالہا سال کی تحقیقات کے بعد یہ نظریہ قائم کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عام حالات میں جس شخص کو سُولی پر چڑھایا جاتا ہے وہ تین چار دن تک زندہ رہتا ہے اور پھر تھکن اور بھوک سے دم توڑ دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کو جمعے کے روز آدھی رات کے وقت سُولی پر چڑھایا گیا۔ نو گھنٹے کے بعد اُن پر بے ہوشی کا عالم طاری ہو گیا یہودی یومِ سبت پر کسی شخص کو سُولی پر چڑھا نہیں دیکھتے ایک رومی سپاہی نے حضرت عیسیٰؑ کے پہلو میں نیزہ گھونپ دیا اور ان کے بدن سے خون بہنے لگا۔ بائبل میں حضرت عیسیٰؑ کی موت کے بارے میں بس اتنا ہی لکھا ہے۔

لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ اس کے بارے میں ڈاکٹر حسنین ایک دوسری کہانی پیش کرتے ہیں "جوزف اورنکوڈیمس کو اس بات کی اجازت دی گئی کہ وہ ان کی "لاش" لے جائیں وہ جلدی سے ان کا جسم اُٹھا کر وہاں سے چل دیئے۔ انہیں ڈر تھا کہ اگر وہ جلدی نہ کریں گے تو رومیوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ ان کے جسم سے ابھی تک خون رس رہا تھا اس لئے انہیں یقین ہو گیا کہ ابھی ان کے جسم میں جان باقی ہے انہوں نے انہیں ان کی قبر میں ڈال دیا اور ان کے جسم پر مختلف تیلوں سے مالش کرنے کے بعد وہاں سے چلے گئے۔ انہوں نے ایک پُرخطر منصوبہ بنایا۔ پہرے داروں کو رشوت دیکر اپنے ساتھ ملا لیا اور واپس آکر حضرت عیسیٰؑ کا جسم اُٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اب تک زندہ ہیں تیسرے دن حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم اور مریم میکڈلین وہاں آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ قبر خالی ہے۔"

یہ ڈاکٹر حسنین کی کہانی ہے اس کے ثبوت میں وہ لیوک کے شاگرد کا سوال پیش کرتے ہیں۔

"وہ دو افراد کون تھے جو قبر کے پاس کھڑے تھے اور جنہوں نے حضرت مریم اور مریم میگڈلین سے کہا تھا" آپ زندہ کو مُردوں میں کیوں تلاش کر رہی ہیں۔" اس شاگرد کے مطابق جب حضرت عیسیٰؑ دوبارہ اپنے پیروؤں کے سامنے نمودار ہوئے تو وہ یہ سمجھے کہ یہ ان کی رُوح ہے۔"

پروفیسر حسنین کا کہنا ہے کہ "اس کے بعد انہوں نے اپنے پیروؤں کو الوداع کہا اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔ رومیوں نے خالی قبر کی تلاشی لی لیکن انہیں وہاں سے کچھ نہیں ملا۔ ایک شخص ساؤل کو ان کی تلاش میں روانہ کیا گیا جس نے انہیں دمشق میں ڈھونڈ نکالا لیکن وہ ان سے اس درجہ متاثر ہوا کہ ان کا خادم بن گیا۔ یہاں سے حضرت عیسیٰؑ ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

پروفیسر حسنین کے مطابق حضرت عیسیٰؑ ہندوستان سے اچھی طرح واقف تھے اور وہاں پہلے بھی جا چکے تھے۔ انہوں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ "وہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں" میں جا کر تبلیغ کریں گے۔ وہاں بہت سے یہودی موجود تھے جو اسرائیل سے جان بچا کر آئے تھے اور یہاں مقیم ہو گئے تھے۔ ان کی موجودگی کے ثبوت بکثرت ملتے ہیں ان مقبروں اور عبادت گاہوں کے کھنڈرات

سے جو پورے افغانستان، کشمیر اور ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ وہ یہاں آ کر آباد ہوئے تھے۔"

پروفیسر حسنین اپنے دعوے کے ثبوت میں چند اور واقعات پیش کرتے ہیں ان کے کہنے کے مطابق ایک ترکی مصنف نے ۱۴/۱۳ء میں لکھا تھا کہ "سُولی پر چڑھائے جانے کے بعد حضرت عیسیٰؑ سب سے پہلے ترکی آئے تھے جہاں انہوں نے اپنے شاگرد تھامس سے ملاقات کی تھی۔"

اور تھامس کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ ان کا انتقال ہندوستان، مدراس میں ہوا تھا۔ پروفیسر حسنین نے ایک اور قبر کی نشاندہی کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریمؑ کی قبر ہے۔ یہ قبر پاکستان میں راولپنڈی کے قریب ہے اس قبر کے کتبے پر لکھا ہے "مائی مریم دا استھان" (حضرت مریمؑ کی آخری آرامگاہ)

اس کے بعد پروفیسر حسنین اپنے موقف کی تائید میں سب سے "ٹھوس" ثبوت پیش کرتے ہیں۔

بمبئی یونیورسٹی میں مشرقی علوم کے انسٹی ٹیوٹ میں انہوں نے ایک کتاب دیکھی ہے جو ۱۱۵ء میں لکھی گئی تھی یہ کتاب کسی زمانے میں مہاراجہ کشمیر کی ملکیت تھی۔ اس کتاب میں ایک جگہ مہاراجہ کشمیر اور راجہ جلال کے ایک شخص کی ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے جس نے سفید چوغہ اوڑھ رکھا تھا۔ راجہ شالیواہن نے جب اس شخص سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا "میں جوس اساف ہوں اور ایک دُور دراز کے ملک سے مذہب کی تبلیغ کرنے آیا ہوں۔" راجہ نے پوچھا "آپ کس مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں؟" اس شخص نے جواب دیا "میں بہت دُور دراز سے آیا ہوں جہاں صداقت کا نام و نشان نہیں ہے اور بُرائیوں کی کثرت ہے۔ میرے ہاتھوں بُرے لوگوں اور گناہگاروں کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور مجھے ان کے ہاتھوں مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔" راجہ نے پوچھا "آپ کا مذہب کیا کہتا ہے؟" انہوں نے جواب دیا "محبت، صداقت اور دل کی پاکیزگی۔ وہ انسان کو خدا کے حکم کی اطاعت کا درس دیتا ہے۔ خدا جو سورج اور عناصر کے درمیان ہے اور خدا اور سورج ابدی ہیں۔"

"وہ مجھے عیسیٰ مسیح کہتے ہیں۔"

دوسری مشرقی دستاویزات میں بھی جوس اساف کا ذکر ملتا ہے جو بھیڑیں ہنکانے کی چھڑی لیکر کشمیر میں داخل ہوئے تھے اور اپنے پیروؤں کو بھیڑوں سے موسوم کرتے تھے اور پیغمبر کی حیثیت سے ان کی پرستش کی جاتی تھی۔

پروفیسر حسنین کا کہنا ہے کہ کشمیر میں ایک قصبہ پہلقوام "بھیڑوں کا قصبہ" ہے اور یہاں کے لوگ ایک قسم کا لوشن بیچتے ہیں جسے JESUSCREIM کا نام دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہی تیل ہے جس سے حضرت عیسیٰؑ زخمیوں کا علاج کرتے تھے۔ اموقوام (جس کے معنی عیسیٰؑ کی آخری آرامگاہ ہے) کے قریب ایک خانقاہ میں ایک چھڑی موجود ہے اور اس خانقاہ کے راہبوں کا اعتقاد ہے کہ یہ چھڑی حضرت عیسیٰؑ کی ہے۔ پروفیسر کی تحقیق کے مطابق جوس اساف نے یہاں شادی کر لی تھی۔ ایک ہوٹل کے مالک شاعر بشارت اسلم کا کہنا ہے کہ وہ پیغمبر کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کے خاندان کے پاس چمڑے کی لکھی ہوئی ایک دستاویز موجود ہے جو انہیں کشمیر کے قاضی نے ۱۷۶۶ء میں دی تھی۔ اس میں یہ عبارت درج ہے کہ "مصدقہ ثبوت کی روشنی میں یہاں جوس اساف کشمیر کے پیغمبر مدفون ہیں جو عوام میں تبلیغ کے لئے آئے تھے۔"

پروفیسر حسنین کا کہنا ہے کہ یہ دعویٰ مغربی مفکروں کو اس لئے قابلِ قبول نہیں ہوگا کہ انہوں نے کبھی کشمیر کی تاریخ پر نظر ڈالنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔" (روزنامہ مساوات کراچی ۵ نومبر ۱۹۷۳ء)

خوشگوار ماحول ——— مستعد سروس
ہم اس اعلان میں خوشی محسوس کرتے ہیں کہ

قیصر ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ

——— ایر کنڈیشنڈ میں ———

مٹن لیگ MUTTON LEG
چکن تکہ CHIKEN TIKKA

——— اس کے علاوہ ———

دیگر دیسی کھانے بھی اصلی دیسی گھی میں تیار ہوتے ہیں!
قیصر ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ (ایر کنڈیشنڈ)
کچہری روڈ۔ کراچی

فون :- ۲۳۰۲۷۹

• شہزین
• شہزین
• شہزین

مرض اٹھرا کی بہترین دوا

حکیم نظام جان اینڈ سنز

ربوہ ——— ٹنڈو محمد خان ——— گوجرانوالہ

ہر قسم کا سامان سائنس
واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور
کو
یاد رکھیں

روزنامہ "الفضل" ربوہ

الفضل ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار ہے۔
اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے
اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ
کے روح پرور خطبات، علماءِ سلسلہ کے اہم مضامین،
بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل
اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔
آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی
مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا
جماعتی فرض ہے۔ (مینجر)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی لاہور

مُفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، پھنی، ناخنہ، ضعف بصارت
وغیرہ امراض چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے عرصہ
ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تری شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے
ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے
بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر
ہونا، اِن تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گولبازار ربوہ - فون نمبر ۵۳۸

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری ٭ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

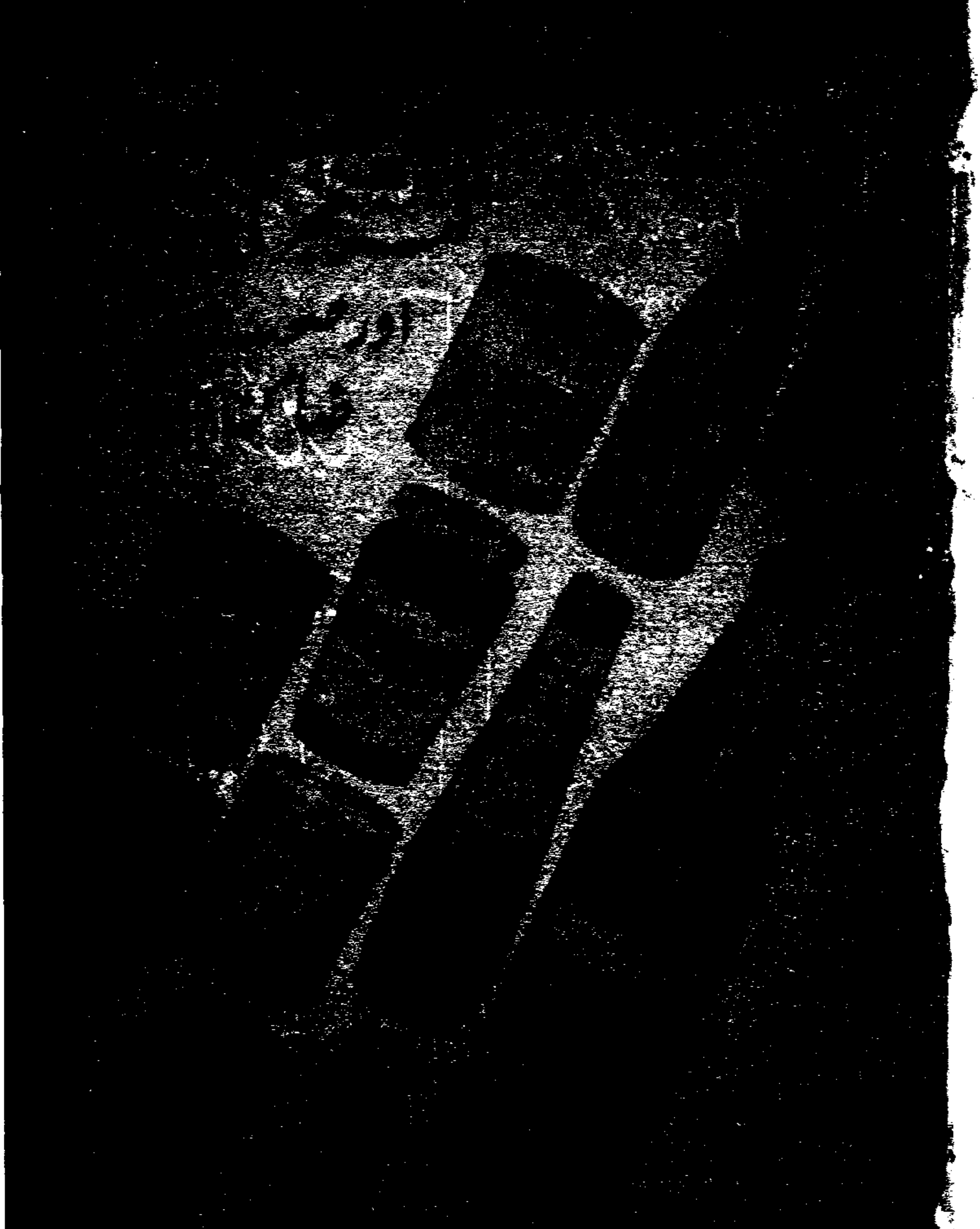

FINE

MARBLE INDUSTRIES (Regd.)

MARBLE SPECIALISTS, ARTISTS, PROCESSORS
EXPORTERS & IMPORTERS

- ★ Artistic
- ★ Marble
- ★ Handicrafts
- ★ Flooring
- ★ Stairs
- ★ Fountains
- ★ Bird Baths

and all others decorations best & selected quality guaranteed.

For your Bungalows, Houses, Buildin[illegible] Gardens, Theatres, Bathrooms, and [illegible] requirement our Factory can supply [illegible] Marble of different colours i.e., W[illegible] Black — Pink — Maroon — Grey — Ze[illegible] and white with green Lines and Shad[illegible] of all sizes tiles and slabs. We speci[illegible] manufacture tile of Baths 4"x4"x[illegible] and 6"x6"x3/8" at very reasonable [illegible]petitive rates Kindly contact [illegible] SALE CENTRE for your requirem[illegible] of MARBLE.

2, South East Corner,
Central Com. Area off Tariq Road,
Opp. P.B.S. Petrol Pump
P.E.C.H.S. KARACHI—29.

Managing Partner:

Fine Marble Industr[illegible]

27/268, Industrial Area,
KORANGI, (KARACHI)
[illegible]

[illegible]